urdukutabkhanapk.blogspot

اردو قوم

مصنف

ندیم احمد

۱۱ اپریل ۲۰۰۹

اردو کتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اردو کتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

میں اپنی یہ تصنیف برصغیر پاک و ہند کے بچوں اور نوجوانوں کے نام کرنا چاہتا ہوں۔اس لیے کہ مجھے امید ہے کہ ایک دن یہ بچے اور نوجوان اس کتاب میں موجود منطقی سوچ کی اہمیت کو سمجھیں گے اور اس خطے کے انسانوں کو مذہبی انتہاپسندی، نسلی تقسیم، لسانی منافرت، معاشرتی و سماجی زوال اور جہالت کے کیچڑ سے نکالیں گے اور انھیں انسانی تاریخ کی عظیم ترین قوم اور قوت بنا دیں گے

اردو کتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نظریہء پاکستان کہتا ہے کہ ہندو اور مسلمان دو علیحدہ قومیں ہیں کیونکہ ان کی زبان مختلف ہے، ان کی ثقافت مختلف ہے، ان کا مذہب مختلف ہے، اور ان کی تاریخ مختلف ہے۔ اس لیے یہ دونوں قومیں ایک ساتھ نہیں رہ سکتی ہیں اور ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک علیحدہ وطن کی ضرورت ہے۔ جہاں وہ اسلامی اصولوں اور قوانین کے تحت زندگی گزار سکیں زبان، ثقافت، مذہب (ثقافت کی تشکیل کے ذریعے)، باہم خونی رشتہ اور تاریخ منطقی طور پر ایک قوم کی تشکیل کے بنیادی عناصر ہیں۔ اگر نظریہء پاکستان منطقی بنیادوں پر کھڑا ہے تو مندرجہ بالا تعریف کے مطابق نظریہء پاکستان کی اساس دو قومی نظریہ پر ہونی چاہیے تھی۔ اس لیے کہ ایک وطن کا تصور ایک قوم کے بغیر ناممکن ہے۔ اس نظریہء پاکستان کے تحت تشکیل پاکستان کی ہوئی۔ مگر پاکستان تو ایک ریاست ہے

تو پھر قوم کدھر گئی؟ قوم کے بغیر وطن کیسے بن گیا

ایک قوم کی صرف ایک زبان اور ثقافت ہوتی ہے تو پھر کئی زبانیں اور ثقافتیں کیوں؟

ہوا کیا؟

انجمن ترقی اردو کی کتاب "سر سید احمد خاں" میں لکھا ہے

"۔۔۔۔جب ہمارے ہندو بھائیوں نے اردو کی مخالفت کر کے دو قومی نظریئے کی بنیاد ڈالی تو انھیں رنج ہوا ۔۔۔۔یہیں سے ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہو گئیں"

قائداعظم ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"Let me make it clear that the national language of Pakistan is going to be Urdu and no other language. Without one state language no nation can remain tied up solidly together"

تو جو قوم بنی تھی اس کی زبان اردو ہونی چاہیے تھی۔ ہندوستان کے مسلمان پھر ہندی کیوں بول رہے ہیں؟

پاکستان کے مسلمان پنجابی، سندھی، بلوچی، پشتو اور سرائیکی وغیرہ کیوں

بول رہے ہیں۔ ایک ثقافت کی جگہ کئی ثقافتیں کیوں ہیں۔ اگر پاکستان کی بنیاد **نظریہء پاکستان ہے تو:**

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کیا پاکستان کی عمارت اپنی بنیاد سے ہٹ نہیں گئی ہے؟

جو عمارت اپنی بنیاد سے ہٹ جائے کیا وہ ٹھہر سکتی ہے؟

کیا ہمارے رہنماؤں نے ہم سے جھوٹ بولا یا یہ سب کچھ انھوں نے منطق اور صحیح علم کے فقدان کی وجہ سے کیا؟

کیا ہماری آنے والی نسلیں ہمیں جھوٹا کہیں گی؟

پاک و ہند کے مسلمان جس تباہی و بربادی سے گزر رہے ہیں اس کا ذمہ دار کون ہے؟

پاک و ہند کے مسلمان خود یا ہمارے رہنما یا دونوں؟

اب کیا ہوگا؟

کیا ہمیں اپنی موجودہ غیر منطقی روش جاری رکھنی چاہیے اور اپنی غلطیوں کی پردہ پوشی کر کے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ خطرہ ٹل گیا ہے؟

کیا عالمی طاقتیں اس خطے میں سو سال سے جو ڈرامہ کھیل رہی ہیں اس کے ڈراپ سین کی تیاریاں نہیں ہو رہی ہیں؟

یاد رہے کہ

اس دنیا میں ممالک کی حتمی حد بندی قومی بنیادوں پر ہوگی

اُردو کُتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

www.urdudost.com
UrduDost Library

فہرست

مضمون	صفحہ نمبر
اہم اردو الفاظ	۶
دیباچہ	۱۸
قومی ارتقاء	۲۲
انصاف اور اہلیت	۲۸
صحیح علم اور نظریہء پاکستان	۳۳
مذہب، دین اور قومیت	۳۵
دو قومی نظریہ اور پاکستان	۵۳
ریاست اور نظریہء پاکستان	۷۴
تعلیم اور ترقی	۸۴
اردو قوم	۸۸
اردو قوم کیوں ناگزیر ہے؟	۹۷ گزارشات اور
فوائد	۱۰۴

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

﴾اہم اردو الفاظ﴿

کسی بھی ایک مادی یا غیر مادی شئے کے لیے صرف ایک اسم ہونا چاہیے اور وہ اسم صرف اسی کے لیے استعمال ہونا چاہیے

اس سے پہلے کہ آپ اس کتاب کے مطالعے میں آگے بڑھیں یہ ضروری ہے کہ آپ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی اور وضاحت کو اچھی طرح سے پڑھیں اور سمجھیں۔ اگر ان الفاظ میں سے کسی بھی لفظ کے معنی سے آپ متفق نہیں ہیں تو برائے مہربانی اس کتاب کے اگلے صفحوں پر نہ جائیں اور ان الفاظ کی سائنسی بنیادوں پر تحقیق کریں اور مجھ سے رابطہ کریں۔ اس طرح سے آپ کی بھی اصلاح ہو سکتی ہے اور میری بھی انسانی ذہن کا واحد مقصد اس کی بقاء اور سلامتی ہے۔ اس حوالے سے انسان پر ایک وقت ایسا بھی گزرا کہ جب اس کے دماغ میں ایسی کیمیائی اور طبعیاتی تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئیں جس نے اسے اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ اس دنیا میں موجود اشیاء اور ان سے متعلق معلومات کو الفاظ سے منسلک کر سکے۔ اور یہیں سے انسان نے سوچنا شروع کر دیا۔ انسانی ذہن نے بجائے ان معلومات کی انتہائی بھاری فائلوں کو process کرنے کے، ان معلومات کو الفاظ میں تبدیل کرنا شروع کر دیا اور الفاظ کی ان مقابلتاً ہزاروں گنا انتہائی ہلکی فائلوں کو انسانی بقاء کو لاحق معاملات کے حوالے سے انتہائی تیز رفتاری سے process کرنے کی صلاحیت حاصل کر لی۔ جہاں اس سارے امر نے انسانی ذہن کو کئی ہزار گنا تیز رفتار کر دیا وہاں اس امکان کو بھی پیدا کر دیا کہ الفاظ غلط طور پر اشیاء سے متعلق معلومات سے منسلک ہو سکیں۔ یعنی ایک انسانی ذہن میں اگر ایک معاملے کے حوالے سے الفاظ کی صورت میں جو data یا تعریف یا اسم موجود ہے اگر غلط ہے تو بقاء کے لیے وہ جب ان الفاظ کو process کر کے جو احکامات دے گا، وہ غیر منطقی ہوں گے اور پھر اس بنیاد پر جو اعمال وقوع پذیر ہونگے وہ تخریب پیدا کریں گے بجائے اس کے کہ ایک تعمیری حل پیش کریں۔ ایک دماغ میں جتنی زیادہ غلط تعریفیں ہوں گی، وہ ذہن اتنی ہی زیادہ غلطیاں کرے گا اور معاشرے میں خرابیاں پیدا ہوں گی۔ اسی لیے انسانوں کے ایک ایسے معاشرے میں کہ جہاں سائنسی تعلیم نہ ہو یا جہالت ہو اس بات کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں کہ وہاں پر خطرناک حد تک غلط تعریفوں سے بھرپور

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ذہنوں کی بہتات ہو اور اسی لیے ایسا معاشرہ ہمیشہ تخریب کاری کا شکار رہے گا اور وہاں سوائے تعمیر و ترقی کے سب کچھ ممکن ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم وہ تمام الفاظ جن کی اس کتاب میں تعریف بیان کی گئی ہے ان کا قاری کے لیے واضح اور متفق ہونا ضروری ہے اور اگر وہ کسی لفظ کی تعریف سے متفق نہیں ہے اور سمجھتا ہے کہ سائنسی لحاظ سے اس کی تعریف کچھ اور ہونی چاہیے تو وہ اس طبعی دنیا کے قوانین کے مطابق اس لفظ کے حوالے سے تحقیق کرے اور جب اس کے ذہن میں اس لفظ کی تعریف سائنسی لحاظ سے واضح ہو جائے تبھی اس کتاب کے مطالعے میں آگے بڑھے۔ وگرنہ اس کتاب کا مطالعہ سوائے مزید الجھن پیدا کرنے کے اور کچھ نہیں دے گا۔ مزید یہ کہ اس کتاب کا ہر لفظ انتہائی اہم ہے اور اس کی صحیح تعریف کا قاری کے ذہن میں ہونا ضروری ہے تا کہ اس کتاب سے پوری طرح مستفید ہوا جا سکے۔ مندرجہ ذیل میں اس مضمون کے حوالے سے چند انتہائی اہم الفاظ کے معنی دیے گئے ہیں۔ باقی الفاظ کے معنوں کے لیے قاری سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ذرائع سے ان کی صحیح یا سائنسی تعریف حاصل کریں

مادہ(Matter): ہر وہ شئے جو وزن رکھتی ہے اور جگہ گھیرتی ہے مادہ کہلائے گی۔ جیسے کرسی، کتاب، برتن، میز، روٹی، کپڑا، مکان وغیرہ

طبعی(Physical): مادہ اور اس کی مختلف شکلیں کہ جسے حسیات کی مدد سے محسوس کیا جا سکے

طبعی قوانین(Physical Law): خلاء میں مادے اور توانائی کو حرکت دینے والی قوتیں

علم (Knowledge): انسانی ذہن مکمل ہوش و حواس میں پانچ یا اس سے کم حسیات کی مدد سے جو کچھ محسوس کرتا ہے اسے علم کہتے ہیں

انسانی ذہن علم کو الفاظ میں تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے

وہ علم یا عمل جو طبعی قوانین کے مطابق ہو صحیح کہلائے گا

وہ علم جو طبعی قوانین کے مطابق نہ ہو غلط کہلائے گا

لفظ: لفظ ایک Symbol ہوتا ہے، جسے ایک زبان میں کسی مادی یا غیر مادی شئے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جیسے اردو زبان میں ☆ = ستارہ۔ اگر ایک ذہن مکمل ہوش وحواس میں رہتے ہوئے، پانچ یا اس سے کم حسیات کی مدد سے محسوس کیے جانے والی ایک شئے کو ایک زبان میں دیے ہوئے لفظ سے منسلک کرلے تو اسے **صحیح لفظ** کہیں گے۔ اور اگر وہ اس ایک شئے کو اس زبان میں اس شئے کے لیے دیے ہوئے لفظ کے بجائے کسی اور لفظ سے منسلک کرلے تو اسے **غلط لفظ** کہیں گے

منطق (Logic): صحیح الفاظ کا منظّم اور باضابطہ اظہار جو کہ ایک علم کو غلط یا صحیح ثابت کردے منطق کہلائے گا

سائنس (Science): ایک علم یا منطق جب تحقیق اور تجربات سے گزر کر صحیح ثابت ہوجائے تو سائنس کا درجہ حاصل کرلیتی ہے

Knowledge gained by Observation & Experiments. Proto -Indo-European root that yields Scire is *Skei* meaning to separate one thing from another

امت: امت ایک مذہب، نظریئے یا عقیدے کے ماننے والوں کے گروہ کو کہتے ہیں، جیسے مسلمان۔ امت کا تعلق خونی رشتے سے نہیں بلکہ نظریات اور عقیدے سے ہوتا ہے۔ امت ایک ایسا phenomena نہیں ہے کہ جو وقت پر انحصار کرتا ہو۔ اس لیے کوئی بھی شخص کسی بھی وقت ایک امت کا حصہ بن سکتا ہے۔ اسی طرح سے کوئی بھی شخص کسی بھی وقت ایک امت سے نکل بھی سکتا ہے اور دوسری امت کا حصہ بن سکتا ہے۔ "امت مسلمہ" کا لفظ قرآن میں صرف ایک بار استعمال کیا گیا اور پورے قرآن میں معنوی طور پر "مسلمان قوم " یا Muslim Nation کا استعمال کہیں بھی نہیں کیا گیا ہے

معاشرہ: کسی ایک جغرافیائی حد میں انسانوں کے ایک نظامِ اخلاقیات اور نظامِ معاشیات کے تحت نظامِ زندگی کو معاشرہ کہا جاتا ہے کہ جس کی بنیاد انفرادی اغراض ومقاصد اور مفادات کے مشترکہ احساس پر ہو۔ ایک معاشرہ اور اس کی متعلقہ ریاست باہم گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ ایک معاشرہ ہی اپنی متعلقہ ریاست کا مزاج بناتا ہے، بشرطیکہ وہ معاشرہ بیرونی تسلط سے آزاد ہو یا اس پر ایک خاص طبقۂ فکر کے لوگوں نے قبضہ نہ کرلیا ہو۔ ایسی صورت میں معاشرہ مسلسل تصادم کی حالت میں رہتا ہے تاوقتیکہ دونوں باہم ضم نہ ہوجائیں۔ ایک معاشرے میں مختلف زبان، قومیت اور مذاہب وغیرہ کے ماننے والے انفرادی مفادات کے مشترکہ احساس کے تحت زندگی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

گزار سکتے ہیں۔ معاشرہ ایک شہر تک محدود ہوسکتا ہے اور وفاقی خدوخال بھی اختیار کرسکتا ہے۔ ایک معاشرہ چونکہ انفرادی مفادات کے احساس کے تحت وجود میں آتا ہے۔ اس لیے ایسا معاشرہ جہاں مختلف قومیں رہتی ہوں غیر شعوری طور پر ہی سہی، اقلیتوں کے استحصال کا موجب بن سکتا ہے۔ اس لیے انصاف کے غیر جانبدار اداروں کا ایسے معاشروں میں بنیادی کردار ہوتا ہے۔ عموماً ایک قومی معاشرہ ایک ثقافت کی تخلیق کرتا ہے

قومیت: میرے نزدیک ایک قوم (Nation) کی مندرجہ ذیل تعریف عالمی معیار کے حساب سے کافی معقول اور منطقی ہے:

قوم انسانوں کا ایک مقابلتاً بڑا مجموعہ ہوتی ہے جو صدیوں کے ارتقاء کے عمل سے گزر کر ایک ایسی اکائی بناتی ہے جس کے ارکان ایک ثقافت، ایک زبان، ایک تاریخ اور باہم خونی رشتہ رکھتے ہیں (جو کہ شادی بیاہ کے باہمی تعلق سے پیدا ہوتا ہے)۔ بعض ماہرین اس میں مذہب اور جغرافیائی حدود کو بھی شامل کرتے ہیں۔ میرے نزدیک مذہب یا دین ایک قوم کی تخلیق میں ثقافت یا تہذیب کے ارتقاء کے ذریعے اپنا کردار ادا کرتے ہیں نا کہ براہ راست۔ قوم اجتماعی مفادات کے احساس کے تحت وجود میں آتی ہے۔ چونکہ ایک قومیت کا تعلق خونی رشتے سے ہوتا ہے اور یہ حق پیدائشی ہوتا ہے اس لیے ایک شخص کا تعلق اپنی قوم سے ایسے ہی ہوتا ہے جیسا کہ ایک بیٹے کا باپ سے اور اسے کسی بھی طرح سے ختم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یعنی ایک شخص اگر چاہے بھی تو اپنی قومیت چھوڑ نہیں سکتا ہے اور دوسری قومیت کا حصہ نہیں بن سکتا۔ ایک انسان اپنا مذہب تو بدل سکتا ہے قومیت نہیں۔ مثال کے طور پر یہ ممکن ہے کہ ایک بنگالی اپنا عیسائی مذہب چھوڑ کر ہندو بن جائے، پھر چند دنوں کے بعد مسلمان ہو جائے، پھر بدھ مت اختیار کرلے اور اس کے بعد لادینیت کا اسیر ہو جائے۔ یہ شخص چاہے کوئی بھی مذہب اپناتا پھرے، اپنی بنگالی قومیت تبدیل نہیں کرسکتا۔ یہ بنگالی چاہے بھی تو پنجابی یا جرمن یا بہاری نہیں بن سکتا، تاوقتیکہ وہ ان میں شادی بیاہ کے رشتے کے ذریعے گھل مل نہ جائے۔ اس طرح اس کی آنے والی نسلیں مطلوبہ قومیت کا حصہ بن سکیں گی۔ ایک قوم کا ارتقاء صدیوں پر محیط ہوتا ہے یعنی یہ time dependent phenomena ہے اور شادی و بیاہ کے باہمی تعلقات کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم چار پانچ قوموں کو کسی بھی بنیاد یا نظریئے پر ایک جغرافیائی حدود میں جمع کر کے راتوں رات ایک قوم کی تخلیق نہیں کرسکتے اور نہ ہی انھیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ایک قوم قرار دے سکتے ہیں۔ایسا سوچنا غیر منطقی اورایسی کوشش متعلقہ انسانوں کے ساتھ تخریبی عمل ہے

ایک جغرافیائی حدود میں مختصر مدت میں مختلف قوموں کے اتحاد سے ہم ایک معاشرہ تو بنا سکتے ہیں مگر ایک قوم نہیں اوراسلام جب مختلف قومیتوں کو ملا کر ایک نظام زندگی کے تحت ایک جماعت بنانے کی بات کرتا ہے تو دراصل وہ ایک معاشرے کی تشکیل کی بات کر رہا ہوتا ہے

(یہ بذات خود ایک تفصیلی موضوع ہے اور منفرد اور جامع تصنیف کا متقاضی ہے)

مزید یہ کہ ایک امت اور ایک قوم میں ایک اہم فرق یہ ہے کہ ایک قوم جب اپنے ارتقاء کے عمل سے گزر کر کوئی واضح شکل اختیار کر لیتی ہے تو اسے ایک وطن کی ضرورت ہوسکتی ہے، جبکہ ایک امت کی تعریف میں ایسی کسی ضرورت کا کوئی اظہار نہیں ملتا ہے۔ ہمارے بعض علماء لفظ امت کا انگریزی میں ترجمہ Nation کرتے ہیں یعنی امت= Nation اور پھر nation کا اردو میں ترجمہ "قوم" کرتے ہیں

Nation= قوم

میرا خیال ہے کہ غلطی یہیں پر ہوتی ہے

اب ہم دیکھتے ہیں کہ امت کی تعریف ان علماء کے نزدیک کیا ہے۔ان کے نزدیک دنیا کے تمام مسلمان ایک "امت مسلمہ" ہیں۔حالانکہ ساری دنیا میں بکھرے ہوئے مسلمان مختلف زبانیں بولتے ہیں، مختلف ممالک میں رہتے ہیں، مختلف ثقافت اور تاریخ کے حامل ہیں اور ان کے مفادات اور معاملات کا دائرہ کار بھی مختلف ہے۔ لیکن چونکہ یہ سب مسلمان ہیں اس لیے ایک "امت مسلمہ" کا حصہ ہیں۔اب ہم انگریزی کے لفظ Nation کی تعریف کی طرف آتے ہیں جو کہ تمام دنیا میں مسلمہ ہے اور مندرجہ ذیل ہے:

A nation is a body of people who share a common history, culture, language and ethnic origin, and typically inhibit a particular country or territory called "Nation State"

The English word Nation is derived from Latin term **natio** meaning a **breed**, **stock**, **kind or species** Here Ethnic is not equal to Race

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اردو میں Nation State = وطن ہے

اب میں اپنے قارئین سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ دونوں تعریفوں کا تقابلی جائزہ لیں اور خود فیصلہ کریں کہ "امت " کا انگریزی میں ترجمہ "Nation" ہوگا یا نہیں۔ چونکہ لفظ "Nation" کا اردو میں ترجمہ " قوم " ہے، اس لیے "امت " کا اردو میں ترجمہ " قوم " نہیں ہوسکتا ہے

رہنما(Leader): رہنما اپنے متعلقہ لوگوں کا اوسط تشخص اور عموماً اوسط ذہن ہوتا ہے۔ جیسے لوگ یا قوم ہوگی ویسا رہنما چنے گی

قومی رہنما : ایک رہنما جس کی سوچ، تحریک اور جدوجہد کا محور صرف ایک قوم ہو

ملک: وہ جغرافیائی حدود جہاں ایک یا ایک سے زیادہ قومیں بستی ہوں ملک کہلاتا ہے۔ ایک ملک کے رہنے والوں کو شہری کہتے ہیں۔ کوئی بھی شخص کسی بھی وقت ایک شہریت کا حصہ بن سکتا ہے۔ اسی طرح سے کوئی بھی شخص کسی بھی وقت ایک شہریت سے نکل کر دوسری شہریت کا حصہ بن سکتا ہے۔ جیسے پاکستان ایک ملک ہے اور پاکستانی ایک شہریت

زبان: Signs, Gestures اور Symbols جنھیں پانچ یا ان سے کم حسیات کے ذریعے رابطے کے لیے استعمال کیا جائے۔ ایک زبان کی اکائی حرف ہے۔ حرف ایک Symbol ہے۔ حروف کے باضابطہ ملاپ سے لفظ، الفاظ کے باضابطہ ملاپ سے جملہ اور جملوں کے باضابطہ ملاپ سے ایک بامعنی مضمون تخلیق ہوتا ہے۔ اور اس طرح ایک انسان دوسرے انسان سے اپنے خیالات کا تبادلہ کرسکتا ہے۔ الفاظ کی غلط تعریف اور ملاپ سے غلط اور غیر منطقی جملے اور اس کے نتیجے میں وقوع پذیر ہونے والے اعمال تخریبی ہوں گے اور یہ انسان کو حیوانیت، جہالت اور وحشی پن کی طرف لے جاتے ہیں۔ الفاظ کی صحیح تعریف اور ملاپ سے صحیح اور منطقی جملے اور اس کے نتیجے میں وقوع پذیر ہونے والے اعمال بھی تعمیری ہوں گے اور یہ انسان کو معقولیت کی طرف لے جاتے ہیں۔ ایک زبان کے بغیر ایک قوم کا تصور ناممکن ہے

ریاست: ایک بااختیار ادارہ یا نظام حکومت جسے ایک ملک پر یا جغرافیائی حدود کے اندر حکومت کرنے کا اختیار ہو۔ ریاست کا قومیت اور مذہب سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے جبکہ اس کا تعلق اور اثر و رسوخ جغرافیائی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

حدود اور اس کے اندر رہنے والے شہریوں تک محدود رہتا ہے۔ایک ریاست کا مزاج اپنی ریاستی مشینری میں موجود اکثریتی عناصر یا ارکان کے مزاج کے عین مطابق ہوتا ہے۔اور وہ صرف ان کے مفادات کے عین مطابق کام کرتی ہے۔ایک ریاست کے بنیادی طور پر چار مسلمہ ستون مقنّنہ، عدلیہ، Executive اور میڈیا ہوتے ہیں۔عموماً پولیس، فوج، اور بیوروکریسی Executive کی معاون اور زیر اثر ہوتی ہے۔ایک ریاست عموماً قومی معاملات سے بے بہرہ ہوتی ہے اور ایسا اس لیے ہے کہ ریاستی عناصر کی تربیت صرف انتظامی معاملات سے متعلق ہوتی ہے اور انتظامی معاملات کا تعلق ہمیشہ حال سے ہوتا ہے۔اس حوالے سے اختیارات و معاملات کا دائرہ کار صرف اس مدت تک کے لیے ہوتا ہے کہ جب تک وقت کے پردے پر اس کا وجود موجود رہے

نظریہ: ایک رائے یا عقیدہ جس کو منطقی اور سائنسی اصولوں پر پرکھا نہ گیا ہو۔ جیسے پاک و ہند کے مسلمانوں پر مشتمل ایک قوم کا ارتقاء۔ جب کسی رائے یا عقیدے کے ''صحیح'' ہونے کو سائنس سے ثابت کر دیا جائے تو وہ ''اصول'' یا ''قانون'' کا درجہ حاصل کر لیتا ہے

تاریخ: ایک قوم کی زندگی میں ماضی کے واقعات کی chronological order میں ریکارڈنگ۔تاریخ اس لیے اہم ہوتی کہ ایک قوم تاریخ کے ذریعے اپنے آباءواجداد سے تعلق جوڑتی ہے

وطن: ایک قوم کو جب اپنی قومیت کی بنیاد پر ایک خطہءزمین مل جائے تو اسے وطن کہتے ہیں۔مثال کے طور پر روسی ایک قوم ہے۔اور روس اس کا وطن ہے، مگر ہندوستانی یا امریکی یا پاکستانی شہریت ہے اور ہندوستان، امریکہ اور پاکستان ان کا ملک ہے۔نہ تو ہندوستانی ایک قومیت ہے اور نہ ہی ہندوستان ہندوستانیوں کا وطن۔ یہی صورتحال پاکستانیوں کی ہے۔جبکہ بنگالی ایک قوم ہے اور بنگلہ دیش ان کا وطن ہے۔وطن کا prerequisite ہے ایک قوم۔ایک قوم کے بغیر وطن کا تصور ممکن نہیں ہے

ثقافت: ایک انسانی گروہ کے عقائد، نظریات، طور طریقے، ادب، رسم و رواج، اخلاقی اصول و ضوابط اور قوانین، معاش، اور رہن سہن کے نظام کو کلچر یا ثقافت کہتے ہیں۔یعنی ایک معاشرہ جو کچھ بھی پیدا کر رہا ہوتا ہے، مادی اور غیر مادی، وہی اس کی ثقافت ہوتی ہے بشرطیکہ وہ معاشرہ کثیر القومی معاشرہ نہ ہو

تہذیب: نظامِ زندگی، نظامِ معاشرت، عقائد اور قوانین کی کسی ایک دور میں اعلیٰ ترقی یافتہ شکل کو تہذیب کہتے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہیں۔جیسے یورپی تہذیب، امریکی تہذیب، اسلامی تہذیب۔میرے نزدیک ثقافت اور تہذیب میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ ثقافت ایک قوم اور ایک علاقے تک محدود ہوتی ہے اور ضروری نہیں ہے کہ اپنے دور کے حوالے سے ترقی یافتہ ہو۔ثقافت اگر ترقی یافتہ شکل اختیار کرلے اور قومی، لسانی، نسلی اور جغرافیائی حدود سے آزاد ہو جائے تو تہذیب بن جاتی ہے۔ثقافت local یعنی مقامی ہوتی ہے اور تہذیب global یعنی بین الاقوامی ہو سکتی ہے۔ ثقافت کا زبان اور قومیت سے گہرا تعلق ہوتا ہے جبکہ تہذیب کا تعلق معاشروں سے ہوتا ہے

مذہب: عقائد کا مجموعہ جو اس کائنات، جسے ایک غیر مرئی قوت نے تخلیق کیا، کے اغراض و مقاصد سے متعلق ہو اور جس میں اخلاقیات اور عبادات کا ایک جامع نظام موجود ہو یا

عقائد، اخلاقیات، اور عبادات کا ایک مجموعہ جن کی بنیاد ایک روحانی رہنما کی تعلیمات ہوں

دین: مذہب جب معاشرتی حوالے سے انسانی زندگی کے تقریباً تمام اہم معاملات اور ضابطوں میں رہنمائی کرتا ہے اور ایک نظامِ زندگی اور نظام معاش دیتا ہے تو اسے دین کہا جاتا ہے۔جب ایک دین ایک علاقے سے نکل کر سرحدوں، نسلوں، قومیتوں اور زبانوں سے ماورا ہو کر عالم انسانی کے ایک بڑے طبقے اور طبقہء فکر میں سرایت کر جاتا ہے تو ایک تہذیب کو تخلیق کرتا ہے۔یعنی ایک دین اور تہذیب میں بنیادی فرق صرف اتنا ہے کہ ایک تہذیب ایک دین سے بنیادی فکر، اصول اور قوائد وضوابط لے کر اپنی تخلیق کر سکتی ہے۔اس بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کے بنیادی عقائد اسلامی تہذیب کی تخلیق کا منبع (source) ہیں۔دین کا اولین مقصد ایک پر امن اور منصفانہ معاشرے کا قیام ہے، نہ کہ ملک یا ریاست کا۔اگر ایک دین کے حوالے سے ایسا نہیں ہو رہا ہے تو پھر اس کا استعمال غیر منطقی ہو رہا ہے

نسل: انسانوں کا ایک بڑا گروہ کہ جو ظاہری یا جنیاتی لحاظ سے رنگ اور جسمانی ودماغی ساخت کے حوالے سے باہم مماثلت رکھتا ہے **یا** انسانوں کا ایک بڑا گروہ کہ جس کا سلسلہء نسب ایک شخص یا ایک قبیلے سے ملتا ہو۔وسیع تر معنوں میں اگر دیکھا جائے تو تمام انسان

ایک نسل سے تعلق رکھتے ہیں یعنی سب آدم کی اولاد ہیں

یہی تعریف صحیح ہے اور اسلام کے نظریات کے عین مطابق ہے۔Britannica لکھتا ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

Although most people continue to think of races as physically distinct populations, scientific advances in the 20th century demonstrated that human physical variations tend to overlap. There are no genes that can identify distinct groups that accord with the conventional race categories. In fact, DNA Analysis have proved that all human have much more in common, genetically, than they have differences. The genetic differences between any two humans is less than 1 percent. Moreover, geographically widely separated populations vary from one another in only about 6 to 8 percent of their genes. Because of the overlapping of traits that bear no relationship to one another (such as skin colour and hair texture) and the inability of scientists to cluster people into discrete racial packages, modern resear- chers have concluded that the concept of race has no biological validity

اس طرح یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ نسل کی پہلی تعریف کو موجودہ سائنس نے غلط ثابت کر دیا ہے جبکہ دوسری تعریف منطقی اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔اس لیے نسلی امتیاز کی بنیاد پر سوچنا غیر منطقی اور انسانوں اور خطوں کو تقسیم کرنا غیر اسلامی اور تخریبی ہے، اس لیے کہ اگر ساری انسانیت ایک نسل سے یعنی آدم کی اولاد ہے تو اس کی تقسیم کیوں؟ حضرت محمدؐ نے اپنے آخری خطبے میں نسلی بنیاد پر انسانوں کی درجہ بندی کو اسلام کے منافی قرار دیا ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdudost.com

UrduDost Library

﴾دیباچہ﴿

سائنسی تعلیم اور اردو قوم کا ارتقاء خطہء پاکستان کے مسائل کا منطقی حل ہے

میری اس تصنیف کا عنوان اور محور قوم اور معاشرہ ہے۔ گو کہ میرے مخاطب اس دنیا کے تمام انسان ہیں، مگر خصوصا پاک و ہند کے وہ بچے اور نوجوان ہیں جو مستقبل میں اس خطے میں موجود انسانوں کی رہنمائی کے فرائض انجام دیں گے۔ برصغیر پاک و ہند کے معاشروں نے گذشتہ سو سالوں میں جس قسم کے علماء اور رہنما ریاست اور معاشروں کے اعلی مقتدر ایوانوں میں بھیجے وہ دراصل انھی کا پرتو تھے۔ ان کے غیر منطقی اور غلط افکار اور اعمال نے اس پورے خطے کو تصادم، مذہبی شدت پسندی، نسل پرستی، عصبیت، جہالت، عدم مساوات اور ریاستی تصادم میں مبتلا کر دیا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پورے معاشرے کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ خاص کر برصغیر پاک و ہند کے مسلمان اپنی ذہنی، سماجی، معاشرتی، معاشی اور تعلیمی ابتری اور زوال کی انتہائی نچلی سطح سے گزر رہے ہیں برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے ایک قومی رہنما کی حیثیت سے، سر سید احمد خان نے دو اہم سمتوں میں ان کی رہنمائی کی ہے:

☆ سر سید احمد خان سائنسی علوم کو برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی ترقی اور شعور و آگہی کے لیے ناگریز سمجھتے تھے

☆ سر سید احمد خان برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو ایک زبان اور ثقافت کی بنیاد پر ایک قوم کی حیثیت سے متحد دیکھنا چاہتے تھے

کیا ہمارے نوجوان اور آنے والے بچے یہ شعور اور آگہی حاصل کر سکیں گے کہ سائنسی تعلیم اور برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں پر مشتمل ایک اردو قوم کی تشکیل نہ صرف پاکستان بلکہ پورے خطے کے لیے ناگزیر ہے۔ اسی طرح ہندوستان میں ایک ہندی قوم کی تشکیل بھی اتنی ہی ضروری ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے مسلمان جس ذہنی انحطاط اور زوال کے دائرے میں گھومتے ہوئے نیچے آ رہے ہیں، اسے روکنا موجودہ حالات میں اس خطے کے معاشروں کی اوسط ذہنی سطح اور موجودہ علمائے دین و دنیا، مفکرین اور اکابرین کی غیر منطقی سوچ، افکار اور شعوری

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

زوال کو دیکھتے ہوئے بہت ہی مشکل نظر آتا ہے

موجودہ صورتحال کا کوئی قلیل المدتی حل نہیں ہے۔کم ازکم پاکستان کے حوالے سے میری سمجھ اور میرا شعور اس ذہنی انحطاط اور بحیثیت مجموعی زوال کے اس دائرے سے نکلنے کے لیے دو ہی راستے دیکھتا ہے:

☆ پاکستان کے اندر موجود باشعور اور منطقی سوچ رکھنے والے علماء اور رہنما کسی بھی طرح سے وفاقی تعلیم و تربیت کا ایک جامع نظام پورے ملک پر بیک وقت نافذ کرنے میں

کامیاب ہو جائیں یا

☆ اگر اس پاکستانی معاشرے کا اوسط ذہنی شعور اس سطح پر نہیں ہے کہ وہ اپنی موجودہ حالت کا ادراک کر سکے اور شاید ایسا ہی ہے تو اس خطے کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے بین الاقوامی ترقی یافتہ اور تہذیب یافتہ معاشرے پر امن اور مناسب طریقے سے مدد کرتے ہوئے ایسے انتہائی تعلیم یافتہ، ذہین، باشعور اور اہل لوگوں کو پاکستانی ریاست اور معاشرے کے اعلیٰ مقتدر ایوانوں تک پہنچا سکیں کہ جو اس پورے معاشرے کو تعلیم و تربیت کے ایک جامع وفاقی نظام کے زیر اثر لا سکیں کہ جس کا بنیادی مقصد ایک اردو قوم کا ارتقاء اور سائنسی لحاظ سے باشعور اور تعلیم یافتہ معاشرے کی تشکیل ہو۔اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس خطے کے مختلف مذاہب کے پیروکار مذہب و دین کے بنیادی کردار کو سمجھیں، یعنی ایک بین الاقوامی پر امن اور منصفانہ معاشرے کا قیام نہ کہ تصادم، منافرت، عدم برداشت اور جغرافیائی تقسیم۔

اگر پاک و ہند کی آنے والی پود اس قدر باشعور ہو سکے کہ وہ کم ازکم لسانی اور ثقافتی بنیادوں پر متحد ہو جائے اور یہاں سکونت پذیر دنیا کے ایک چوتھائی انسانوں کو اس بنیاد پر ایک ہم آہنگ گروہ میں تبدیل کر سکے تو یقیناً ہم برصغیر پاک و ہند کے اس عظیم خطے کو تصادم کے ہتھیاروں سے پاک کر سکیں گے۔اس طرح اسلام پوری انسانی تاریخ میں امن و سلامتی کی ایک عظیم ترین تحریک اور تہذیب کے طور پر ابھرے گا اور اس خطے میں رہنے والی آدم کی اولادیں انسانی تاریخ کی سب سے عظیم قوم کے طور پر اپنا جائز مقام حاصل کر سکیں گی

مزید برآں اس تصنیف کا مقصد کسی بھی طرح سے کسی بھی ریاست کے ساتھ تصادم یا بحث و مباحثہ نہیں ہے۔ان میں پاکستان کی موجودہ ریاست بھی شامل ہے اور موجودہ پاکستان میں موجود وہ ریاستی عناصر بھی شامل ہیں جو

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اپنے حلقہ اثر میں آزاد ریاست کے خواہاں ہیں۔ اور نہ ہی اس تصنیف کا مقصد کسی ریاست کی حمایت وغیرہ ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ میرا اور میری اس تصنیف کا کسی بھی ریاست کے کسی بھی معاملے سے کوئی تعلق یا لگاؤ نہیں ہے۔ اس طرح سے اس تصنیف کا مقصد صرف یہ ہے کہ ریاست اور معاشرے کے حوالے سے سوچ اور طرز فکر کی منطقی بنیادوں پر وضاحت تا کہ اس غیر منطقیت سے نکلا جا سکے جس میں آج پورا پاکستانی معاشرہ نیچے سے اوپر تک بشمول علماء دین و دنیا اور ریاست کے ملوث ہے اور جس نے پاکستانی معاشرے اور ریاست کو پچھلے پینسٹھ سالوں سے مسلسل تصادم کی حالت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ مزید یہ کہ ہم یہ سمجھنے کے قابل ہو سکیں گے کہ:

قومی معاملات کو ریاستی طرز فکر اور طور طریقوں سے حل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان کے قیام کے لیے جن وجوہات کو بنیاد بنایا گیا وہ اپنی اساس میں قومی تھیں نہ کہ ریاستی اور یہ کہ جب تک ہم اس اساس کو پاکستان کے معاملات میں مقدم نہیں رکھیں گے اس عظیم ملک کے ساتھ زیادتی کرتے رہیں گے

اس منطقی سوچ کے ساتھ ریاست اور معاشرے کے درمیان تصادم کو ختم کر کے انصاف اور اہلیت کو معاشرے میں جاری و نافذ کیا جا سکے گا، تا کہ فلاحی ریاست کے قیام کو ممکن بنایا جا سکے۔ میرے نزدیک یہ مقصد ریاست کے معاملات میں براہ راست مداخلت کے بجائے معاشرے کی تعلیم و تربیت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اور معاشرے کی تعلیم و تربیت کی بنیاد صرف اور صرف منطقی اور سائنسی ہونا لازمی ہے۔ اس طرح اس تصنیف کا محور اور مقصد صرف قومی اور معاشرتی معاملات ہیں اور مخاطب پورا پاک و ہند ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

﴾قومی ارتقاء﴿

ایک قوم کے تشخص، مزاج، رویے اور تعمیر و ترقی کا انحصار وہاں کے نظامِ تعلیم و تربیت پر ہے نہ کہ نظامِ حکومت پر

قوموں کے ارتقاء کے حوالے سے میں اپنے سالہا سال کے مطالعے اور تحقیق کے نتیجے میں مندرجہ ذیل نتائج تک پہنچا ہوں:

☆ ہر قوم کے کسی ایک وقت میں اس کی اوسط تعلیم و تربیت کے عین مطابق اوسط کردار، گفتار، اور اعمال ہوتے ہیں جسے ہم قومی اوصاف اور تشخص کہہ سکتے ہیں

☆ قومیں اپنے قومی تشخص اور اوصاف کو ہر حال میں برقرار رکھنے کی کوشش کرتی ہیں اور ان کو تبدیل کرنے والی قوتوں کی بڑی شدت سے مزاحمت کرتی ہیں

☆ قومی اوصاف اور تشخص میں ارتقاء ایک ایسا عمل ہے جو انتہائی مشکل، بے پناہ توانائیوں کا متقاضی اور دہائیوں پر محیط ہوتا ہے

☆ ایک قوم صرف اس شخص کو اپنا رہنما تسلیم کرتی ہے اور اس کی پیروی کرتی ہے، جس کے انفرادی اوصاف اور ذہنی رجحان اس قوم کے اوسط اوصاف اور تشخص سے مماثلت رکھتے ہوں

☆ کوئی بھی ایسا شخص جس کے انفرادی اوصاف اور ذہنی رجحان اس قوم کے اوسط اوصاف سے مطابقت نہ رکھتے ہوں کسی بھی طرح سے اگر اپنی قوم کا سربراہ بن بھی جاتا ہے تو وہ شخص اپنی قوم کے ذہنی رجحان کو نمایاں طور پر تبدیل نہیں کر سکتا اور اگر تھوڑی بہت تبدیلی آتی بھی ہے تو وہ اس شخص کے جانے کے ساتھ ہی واپس ہو جاتی ہے۔ ایسے رہنما کو نہ تو قوم پسند کرتی ہے اور نہ ہی زیادہ دیر برداشت کرتی ہے چاہے وہ شخص کتنا ہی مخلص کیوں نہ ہو

☆ اسطرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ قومیں اپنی حالت کی بالواسطہ یا براہ راست خود ذمہ دار ہوتی ہیں۔ اس لیے ایک رہنماء کو قوم سے الگ کر کے دیکھنا غلط ہے۔ عوامی سطح سے لے کر امراء اور حکومتی سطح تک ہر شخص ایک دوسرے کا پرتو یا عکس ہوتا ہے اور سب وہی کر رہے ہوتے ہیں جو اس قوم کا اوسط تشخص بتاتا ہے۔ اسی لیے کہ یہ باہر سے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

وارد نہیں ہوتے ہیں بلکہ اپنی ہی قوم سے نکلتے ہیں۔فوج، پولیس، بیوروکریسی، عدلیہ، علمائے دین و دنیا وغیرہ وغیرہ سب کے ذہنی رجحان، کردار اور برتاؤ میں اس قوم کا اوسط قومی تشخص نظر آتا ہے

☆ ایک رہنما جس کے ذاتی اوصاف اپنی قوم کے اوسط اوصاف سے مطابقت رکھتے ہوں اپنی قوم کو ایک مخصوص سمت میں تبدیلی اور ارتقاء کی طرف جدوجہد کے لیے قائل کر سکتا ہے لیکن قوانین یا احکامات کے ذریعے ان میں راتوں رات کوئی تبدیلی نہیں لا سکتا۔ایسا رہنما اگر کامیاب ہوتا ہے تو وہ اس قوم میں موجود ہم خیال اور با اثر لوگوں اور رہنماؤں کو اپنے گرد جمع کر لیتا ہے اور ان کی مدد سے ایک خاص سمت میں تبدیلی اور ارتقاء کیلیے جدوجہد اور کوششوں کا راستہ یا گائیڈ میپ وضع کرتا ہے۔تبدیلی پھر بھی ایک طویل عرصے میں ہی وقوع پذیر ہوتی ہے اور عموماً وہی تبدیلیاں وقوع پزیر ہوتی ہیں جو ایک وقت میں اس قوم کے اوسط اوصاف اور تشخص سے متصادم نہ ہوں۔اس لیے ایک آمر یا کسی بھی شخص کا یہ سوچنا ہی سراسر بیوقوفی ہے کہ وہ اکیلا ہی ریاستی طاقت کے استعمال سے ایک قوم، معاشرے یا ملک میں بہتری لا سکتا ہے۔کسی بھی قوم کی حالت ایک رہنما اس وقت تک نہیں سدھار سکتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت سدھارنے کیلیے راضی نہ ہو اور عملی کوششیں نہ کرے

☆ ایک قوم میں انقلاب کسی ایک وقت میں اس قوم کے اوسط اوصاف اور تشخص کی مخالف ریاستی اور غیر ریاستی قوتوں کیخلاف اس قوم کی اجتماعی جدوجہد کا نام ہے۔کامیابی کے نتیجے میں وہ قوم اپنا بنیادی قومی تشخص واپس حاصل کر لیتی ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ قومی انقلاب برائی اور اچھائی کی جنگ نہیں ہوتا اور نہ ہی راتوں رات اس قوم میں کوئی بنیادی تبدیلی لاتا ہے۔ بلکہ اس قوم کے اس وقت کے قومی تشخص اور اوصاف کے اسٹیٹس کو واپس حاصل کر لیتا ہے اور ان میں تبدیلی کی کوشش کرنے والی مخالف قوتوں کو شکست دے دیتا ہے۔اس اصول کے تحت اگر دیکھا جائے تو لینن نے جو کچھ کیا وہ قومی انقلاب نہیں تھا بلکہ ایک خاص طبقۂ فکر کے لوگوں کا روسی ریاست پر قبضہ تھا جس نے اپنے نظریات اور افکار کو روسی معاشرے پر زبردست ریاستی طاقت کے ساتھ نافذ کرنے کی کوشش کی اور روسی قوم سمیت دوسری قوموں اور معاشروں کو بھی ثقافتی اور معاشرتی طور پر تبدیل کرنے کی کوشش کی اور ناکام ہو گئے۔یہی حال چین، ایران اور دوسرے ممالک کا بھی ہے۔انقلاب وہ ہے جو روس اور چین میں اب ہو رہا ہے اور ایران میں آئندہ چند برسوں میں ہوگا۔اسی طرح امریکی ریاست اپنے نظریات اور

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سامراجی نظام کوامریکی اور دوسری قوموں اور معاشروں پر نافذ کرنے کی جدوجہد میں جس طرح بدترین ریاستی طاقت کے استعمال کی مرتکب ہو رہی ہے، بہت ممکن ہے کہ جلد یہ نظام بھی اپنے منطقی انجام کو پہنچ جائے

☆ قوموں کے اوسط تشخص اور اوصاف میں کسی وقت میں تبدیلی اس وقت میں اس قوم کے اندر تعلیم و تربیت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ ارتقاء سے ہونے والی تبدیلی تعلیم و تربیت کے نصاب پر منحصر ہے یعنی ہم جیسی قوم کی تشکیل چاہتے ہیں ویسا ہی نصاب رکھنا ہوگا

مندرجہ بالا تحقیق کے مطابق پاکستانی قوم کے بارے میں ایک تفصیلی مطالعے کے بعد مندرجہ ذیل پیشن گوئیاں کی جاسکتی ہیں:

☆ گذشتہ، موجودہ اور آنے والے حکمران ایک مربوط، جامع اور بامقصد تعلیم و تربیت کے نظام کے بغیر پاکستان میں نہ کوئی تبدیلی لا سکے اور نہ لا سکتے ہیں۔ موجودہ حالات برقرار رہیں گے بلکہ مزید تنزلی کی طرف جائیں گے۔ تبدیلی کا راستہ ایک مربوط، جامع، منظّم، ہم آہنگ اور بامقصد وفاقی تعلیم و تربیت کا نظام ہے جو ملک پر یکساں طور پر اور ایک وقت میں نافذ کیا جائے

☆ پاکستان میں ایک نہیں کئی قومیں بستی ہیں اور پاکستانی قوم نام کی کوئی چیز اس ملک میں یا تو وجود ہی نہیں رکھتی یا اس کے خدوخال اپنے ابتدائی مراحل میں ہیں اور بالکل غیر واضح ہیں۔ اس سرزمین میں بسنے والی مختلف قومیں اپنے اوصاف اور تشخص کے حوالے سے زیادہ تر نکات پر متصادم ہیں۔ چونکہ یہ قومیں مشترکہ مفادات کے بہت کم نکات پر متفق ہیں اسلیے بدامنی، بحران، اور تصادم لازمی ہے جو اس ملک کو ٹکڑے در ٹکڑے کرنے کی طرف لے جا رہا ہے۔ اجتماعی مفادات کے زیر اثر ایک انقلاب ناممکن ہے۔ ایک قوم اگر کوئی نعرہ لے کر اٹھے گی بھی تو دوسری قوم یا قومیں اسے دبا دیں گی۔ تصادم در تصادم نہ پیچھے جانے کا راستہ نہ آگے بڑھنے کا

☆ ایک ملک میں متفرق قومیں انصاف کے ساتھ نہیں رہ سکتی ہیں مگر وہاں کے شہری ایک وفاقی تعلیم و تربیت کے جامع نظام کے تحت اگر سو فیصد تعلیم یافتہ ہو جائیں تو پھر جزوی طور پر منصفانہ معاشرہ ممکن ہے

☆ پاکستان کے مسائل کا حل نہ آمریت میں ہے اور نہ جمہوریت میں ہے، اس لیے کہ یہ نظام حکومت ہیں نہ کہ سماجی و معاشی ترقی کا نسخہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

☆ بہتری کی طرف جانے والا راستہ یہ ہے کہ اس ملک کے مقتدر قومی رہنما کہ جن کا مزاج اور اوصاف اس ملک کی عوام کے اوسط اوصاف سے متصادم نہ ہوں اور جن کی ذہنی سطح اس ملک کی عوام کے اوسط ذہنی سطح سے قدرے بلند ہو اور جو اس کی تائید اور مرضی سے ارتقاء اور ترقی کیلیے تعلیم و تربیت کے حوالے سے ریاستی مدد کے ساتھ یا اس کے بغیر اصلاحات کریں اور ایک یکساں، مربوط، ہم آہنگ، اور با مقصد نظام تعلیم و تربیت کے ذریعے اس ملک میں بسنے والی قومیتوں کو ضم کر کے ایک قوم کی تخلیق کریں۔ یہ کام کسی ایک لیڈر کا نہیں بلکہ ذہنی طور پر ہم آہنگ لیڈروں کی پوری جماعت کا ہے جن کی جڑیں پاکستانی معاشرے کے ہر طبقے تک پہنچتی ہوں۔ مگر یہ بات لازمی ہے کہ نہ صرف تمام اقوام بلکہ با اثر افراد اور قومی سطح پر مقبول لیڈران اپنے اپنے قومی تشخص کو ضم کر کے ایک عظیم قومی تشخص کے ارتقاء پر کام کرنے کے لیے راضی اور مخلص ہوں نہ کہ ایسا کرنے پر ریاستی احکامات اور طاقت کے ذریعے ان کو مجبور کیا جائے

یہ کام بہت کٹھن ہے اور راستہ بہت طویل۔ شاید دہائیوں پر مشتمل ہو اور شاید نسلوں کو کام کرنا پڑے لیکن اگر مربوط اور منظّم طریقے سے منزل اور مقاصد کو سامنے رکھ کر چلا جائے تو نتائج دس سالوں میں سامنے آنا شروع ہو جائیں گے

مگر سوال یہ پیدا ہوتا کہ اس ملک میں بسنے والی قومیں ایک دوسرے پر کس طرح سے اعتماد کریں اور ایک عظیم قومی تشخص کے ارتقاء سے انھیں کیونکر نسبتاً زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ بات یہ ہے کہ پاکستان میں بسنے والی قومیں اگر انفرادی قومی تشخص کو جاری رکھنے کی کوشش کریں گی تو ناانصافی اور نااہلیت لازماً طاقت پکڑتی جائیں گی۔ اور انجام ٹوٹ پھوٹ، مفلسی، انارکی، لاقانونیت اور بالآخر علیحدگی پر منتج ہوگا۔ علیحدگی کی صورت میں بھی ترقی کا راستہ ایک جامع تعلیم و تربیت کا نظام، انصاف اور میرٹ ہی ہے۔ ایک دوسرے پر اعتماد کی واحد ضامن ایک آزاد عدلیہ ہے جو تمام قوموں کے درمیان ارتقاء کے دوران اٹھنے والے تمام تنازعات کو بحسن و خوبی طے کر سکتی ہے۔ اس لیے ایک جامع تعلیم و تربیت کے نظام کے اطلاق کے ساتھ ایک آزاد عدلیہ کا قیام بھی ضروری ہے۔ یہ درست ہے کہ ایک ملک میں متفرق قومیں انصاف کے ساتھ نہیں رہ سکتی ہیں اور مکمل طور پر تعلیم یافتہ اور واحد تشخص رکھنے والی قوم میں ہی عدلیہ اپنا کردار بہتر طور پر ادا کر سکتی۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اگر پاکستان میں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دونوں کا ارتقاء ساتھ ساتھ ہو تو بہتری کی رفتار تیز تر ہو جائیگی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جیسے جیسے لوگ تعلیم یافتہ ہوتے جائیں گے، ویسے ویسے اس ملک میں موجود مختلف قومیتیں کمزور ہوتی جائیں گی اور انصاف اور اہلیت بھی طاقت پکڑتی جائے گی اس پورے معاملے میں اس ملک میں بسنے والی قوموں کو یکساں فائدہ پہنچے گا ایک آزاد منصفانہ معاشرہ اگر پاکستان جیسے بڑی آبادی والے ملک میں قائم ہوتا ہے تو ایک عظیم قوم کے ابھرنے میں دیر نہ لگے۔ ہر انسان ایک چھوٹے اور غیر منصفانہ معاشرے کے بجائے ایک عظیم اور منصفانہ معاشرے کا حصہ بننا زیادہ پسند کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستانیوں کی بڑی تعداد دوسرے بہتر معاشروں کی طرف نقل مکانی کر رہی ہے

اگر آپ اس بات پر متفق ہیں کہ معاشرہ چھوٹا ہو یا بڑا انجات اور ترقی کا واحد راستہ جامع تعلیم و تربیت کا نظام، انصاف اور میرٹ ہے تو کیوں نہ یہ کام ایک بڑے معاشرے میں رہتے ہوئے کیا جائے۔ جہاں تک تعلیم و تربیت کا معاملہ ہے تو جیسا انصاب ہو گا قوم بھی ویسی ہی بنے گی۔ تعلیم و تربیت میں تضاد ہرگز نہیں ہونا چاہیے دونوں کو ساتھ ساتھ چلنا چاہیے تا کہ مطلوبہ نتائج سامنے آسکیں۔ مزید یہ کہ اس تعلیم و تربیت کے نظام کی بنیاد خالصتاً سائنسی ہونا لازمی ہے یہی وہ وقت ہے جب اس ملک میں رہنے والی قوموں کو اپنے راستے کا تعین کر لینا چاہیے۔ پاکستان کے وجود کو برقرار رکھنا ہے تو تمام قومیتوں کو ختم کر کے ایک عظیم قومی تشخص کی بنیاد رکھنا لازمی ہے۔ ابھی اور اسی وقت اور اگر پاکستان میں بسنے والی قومیں اس کے لیے راضی اور مخلص نہیں ہیں تو پاکستان کا وجود مشکل ہے۔ جلد یا بدیر یہ ملک اپنے منطقی انجام کو پہنچ جائے گا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdudost.com
UrduDost Library

﴾انصاف اور اہلیت﴿

مکمل انصاف اور اہلیت صرف یک قومی تعلیم یافتہ معاشرے میں ہی ممکن ہے

ایک معاشرے کے پانچ بنیادی ستون اپنی اہمیت کے حوالے سے مندرجہ ذیل ہیں:

☆ تعلیم و تربیت

☆ انصاف

☆ اہلیت

☆ صحت کی مساوی سہولیات

☆ اظہارِ رائے اور عمل کی آزادی

ایک معاشرے کی ترقی اور مضبوطی مندرجہ بالا پانچ ستونوں کی مضبوطی سے براہ راست منسوب ہے۔ ایک معاشرہ اتنا ہی تہذیب یافتہ اور ترقی یافتہ ہوگا جتنا کہ مندرجہ بالا ستون مضبوط ہوں گے۔ یہ طے ہے کہ ان ستونوں کے بغیر نہ تو ایک معاشرہ ٹھہر سکتا ہے اور نہ ہی ترقی کر سکتا ہے بلکہ ایک معاشرہ بن ہی نہیں سکتا ہے

ایک معاشرے میں لاگو قوانین کا اس معاشرے کے تمام شہریوں پر برابری سے اطلاق ہونا **انصاف** ہے۔ بشرطیکہ اس معاشرے میں لاگو قوانین کا واحد مقصد اس معاشرے کے شہریوں کے حقوق و فرائض کی حدیں مقرر کرنا اور ان میں توازن پیدا کرنا ہو۔ ایک فعل یا عمل کا موزوں ترین جگہ اور موزوں ترین وقت پر موزوں ترین عامل کے ذریعے کیا جانا **اہلیت** ہے، بشرطیکہ موزوں ترین کی بنیاد خالصتاً سائنسی علم پر ہو۔ اہلیت کا تعلق مذہب، قومیت اور رنگ و نسل وغیرہ سے ہرگز نہیں ہونا چاہیے

ایک معاشرے میں انصاف ایسے حالات پیدا کرتا ہے جو اہلیت کو متحرک کرتے ہیں اور ثمراً اس معاشرے میں ترقی اور خوشحالی آتی ہے۔ اہلیت کا اطلاق معاشرے اور انسانی برتاؤ کے ہر پہلو پر ہوتا ہے جیسے کہ:

☆ درسگاہوں میں صرف پڑھائی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

☆ سڑکوں کے بجائے فٹ پاتھ پر چلنا

☆ دن کو کام اور رات کو آرام کرنا

☆ رہائشی علاقوں میں رہائشی تعمیرات

☆ تجارتی علاقوں میں تجارتی تعمیرات

☆ سپاہیوں کا سرحدوں کا دفاع کرنا

☆ اساتذہ کا تعلیم و تربیت دینا

یہ سب اہلیت ہے

جب ایک معاشرے کے شہری ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کی حدود پار کرنے لگتے ہیں اور ریاست جانبدار ہو جائے تو وہاں سے انصاف ختم ہو جاتا ہے اور نتیجہ نا اہلیت ہوتا ہے جو معاشرے میں ایسے عوامل کو متحرک کر دیتا ہے جو ایک "Chain Reaction" کی صورت میں متحرک ہو کر اس معاشرے کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور پھر جہاں نہ کمزور محفوظ رہتا ہے اور نہ طاقتور اہلیت کے خاتمے کے ساتھ ہی ہم ایسے بہت سارے شواہد و حرکات دیکھتے ہیں جو اس معاشرے کی تنزلی کی نشاندہی کرتے ہیں جیسے لوگوں کا فٹ پاتھ کے بجائے سڑک پہ چلنا، طالب علموں کا درس گاہوں میں تعلیم کے بجائے دوسری سرگرمیوں میں ملوث ہونا، رہائشی علاقوں میں تجارتی تعمیرات، فوجیوں کا سیاست میں ملوث ہونا وغیرہ وغیرہ۔ پاکستانی معاشرے کے موجودہ مسائل اور مشکلات کا حل انصاف اور اہلیت کا اطلاق ہے۔ جبکہ صاف اور اہلیت کا prerequisite ہے ایک قومی تشخص رکھنے والا تعلیم یافتہ معاشرہ۔

ایک قوم یا معاشرے کی ترقی کا براہ راست تعلق اس کی اوسط تعلیمی سطح سے ہوتا ہے نہ کہ اس بات سے کہ وہاں کس قسم کا نظام حکومت ہے؟ وہاں کے لوگ کس مذہبی عقیدے کے ماننے والے ہیں؟ وہاں کی ثقافت کیا ہے؟ وہ کس نسل سے تعلق رکھتے ہیں؟ ان کی زبان کیا ہے؟ اور نہ ہی اس بات سے کہ وہ جغرافیائی طور پر آزاد ہیں کہ نہیں۔ خصوصاً یہ سوچ بلکل غیر منطقی ہے کہ جمہوریت ایک معاشرے کو ترقی یافتہ بنا دیتی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو تمام غیر جمہوری ریاستیں پسماندہ اور تمام جمہوری ریاستیں ترقی یافتہ ہوتیں جبکہ ایسا نہیں ہے۔ جمہوریت صرف

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ایک نظامِ حکومت ہے اور اس کی واحد قابلِ ذکر خوبی یہ ہے کہ معاشرے اور ریاست میں تصادم کے امکانات کافی حد تک کم ہو جاتے ہیں

ایک معاشرے کی ترقی کا تعلق کسی زبان، مثال کے طور پر انگریزی سے جوڑنا سراسر غلط اور غیر منطقی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس دنیا میں صرف امریکہ، برطانیہ، آسٹریلیا، اور کینیڈا ہی ترقی یافتہ ہوتے۔ جاپان، روس، فرانس، اٹلی، ڈنمارک، چین، ملائیشیا، سنگاپور، ہانگ کانگ وغیرہ کبھی بھی ترقی یافتہ نہیں ہوتے۔ علم پانچ حسیات کی مدد سے کسی شئے کے بارے میں جاننے یا آگہی کو کہتے ہیں۔ اس طرح یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ علم کی تعریف میں کسی خاص زبان کا عمل دخل نہیں ہے۔ الفاظ کا ذخیرہ ہر زبان میں ضرورت کے تحت کیا جا سکتا ہے۔ ہاں یہ انتہائی ضروری ہے کہ ایک زبان میں علم کا ذخیرہ صحیح یا سائنسی ہو۔ اس لیے کہ غیر منطقی علم جہالت سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ ایک منظّم، مکمل، اور با مقصد تعلیم و تربیت کے نظام کے تحت جب ہم پوری قوم کو تعلیم یافتہ کرنے جاتے ہیں تو معاشرے کے حوالے سے اس تعلیم و تربیت کے نظام میں مندرجہ ذیل عناصر کو لازمی حصہ بنانا ہوگا:

☆ ہر شہری کے حقوق کی تعریف اور ان کی عملی تربیت

☆ ہر شہری کے فرائض کی تعریف اور ان کی عملی تربیت

☆ اہلیت کی تعریف اور اس کی عملی تربیت

☆ حقوق و فرائض کے توازن کی عملی مثالیں، حقیقی دنیا میں ان کے اطلاق کی مختلف شکلوں کی پہچان اور ان کو برتنے کی تربیت

☆ اہلیت کی حقیقی دنیا میں موجود مثالیں، ان کی صورتیں اور ان کے اطلاق اور نفاذ کی عملی تربیت نہ صرف یہ بلکہ مندرجہ بالا parameters کی عدم موجودگی سے جو تباہی و بربادی اور نقصان ہو سکتا ہے، اس کی مفصل تعلیم اور آگاہی بہت ضروری ہے۔ تاکہ آنے والی نسلوں کو بھی بہت اچھی طرح سے پتا ہو کہ ان سے پہلو تہی کس طرح سے معاشرے اور گھرانوں کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ ایک کثیر القومی معاشرے میں نسل پرستی، کوٹہ سسٹم (خصوصاً قومیت کی بنیاد پر اور عموماً کسی بھی بنیاد پر) اور اس طرح کے دوسرے عناصر کیوں کر اس معاشرے میں نہ صرف معمول بلکہ عامل کو بھی نشانہ بناتے ہیں۔ اگر ہم پاکستان کے صوبوں کی طرف نظر ڈالیں تو ایسا ہی کچھ اس وقت

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نظر آتا ہے۔ پاکستان کا کوئی طبقہ یا برادری یا قومیت محفوظ نہیں ہے۔ کوٹہ سسٹم کا نفاذ نسل پرستی ہے۔ اقرباء پروری نسل پرستی ہے۔ انصاف اور اہلیت کی دھجیاں بکھیرنے والے یہ عناصر پورے ملک کو غربت اور افلاس میں لیے ہوئے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ کوٹہ سسٹم نے نا اہل لوگوں کو آگے آنے کا موقع دیا۔ نا اہل شخص سب سے زیادہ نقصان اپنی برادری کو پہنچاتا ہے جبکہ اہل شخص سے غیر اور اپنے سب ہی فیضیاب ہوتے ہیں۔ اہل شخص سے فائدہ پورے معاشرے کو ہوتا ہے۔ ناجائز طریقے سے منتخب ہونے والا کبھی جائز کام نہیں کرے گا۔ نا اہلیت پر منتخب ہونے والا کبھی اہلیت کو پنپنے نہیں دے گا۔ قانون توڑنے والا کبھی قانون کی حفاظت نہیں کرے گا اور ایک کثیر القومی معاشرے میں نسل پرستی کے نعرے پر منتخب ہونے والا کبھی معاشرے کو تحفظ نہیں دے گا۔ بدقسمت ہوتے ہیں وہ معاشرے اور قومیں، اپنے لیے بھی اور دوسروں کے لیے بھی جو کوٹہ سسٹم کو اپنے معاشی نظام کی بنیاد بنا تی ہیں کیونکہ یہ کوٹہ سسٹم ہی ہے جو نا اہلی کی پرورش کرتا ہے اور یہ نا اہلی ہی ہے جو بالآخر ایک معاشرے کے معاشی نظام کو تباہ و برباد کر دیتی ہے

پاکستان کی ترقی اور سلامتی میں حائل یہ بڑی رکاوٹیں ہیں یعنی نا انصافی اور نا اہلیت۔ ان دونوں عوامل کی بنیاد پا کستان میں بسنے والی قوموں کا انفرادی تشخص ہے اور جب تک یہ قومیں اپنے انفرادی تشخص پر اصرار کرتی رہیں گی، نا انصافی اور نا اہلیت لازماً زور پکڑتی جائیں گی اور نتیجہ ٹوٹ پھوٹ، مفلسی، غربت، لاقانونیت اور بالآخر علیحدگی ہوگا

اس کا حل ایک مربوط، جامع، ہم آہنگ اور با مقصد وفاقی تعلیم و تربیت کا نظام ہے جسے پوری قوم پر بیک وقت لاگو کیا جانا لازمی ہے۔ اس سے ایک طرف تو واحد قومی تشخص کے ابھرنے میں مدد ملے گی تو دوسری طرف ایک تعلیمی معیار کے تحت طبقات کے پنپنے کو روکا جا سکے گا اور معاشی و سماجی دوڑ میں عدم مساوات اور طبقاتی کشمکش کو کا فی کمزور کیا جا سکے گا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

﴿صحیح علم اور نظریہ ءپاکستان﴾

غلط علم شیطانیت اور صحیح علم آدمیت کی بنیاد ہے

علم کے معنی ہیں پانچ حسیات کی مدد سے جاننا۔ایک علم جو اس دنیا کے طبعی قوانین کے تابع یا مطابق ہو صحیح علم ہے انسان کو اللہ کی اس تخلیق کردہ کائنات میں موجود عناصر کے صحیح علم کے حصول نے اشرف المخلوقات کا درجہ دیا ہے ۔زبان کی تخلیق اور پھر لکھنے پڑھنے کی صلاحیت نے اس کی ترقی کی رفتار کو ہزاروں گنا تیز کر دیا ہے۔قرآن میں بھی انسان کے برتر مخلوق ہونے کی واحد وجہ کائنات میں موجود عناصر کے صحیح علم کو ہی قرار دیا گیا ہے۔سورۃ البقرہ کی آیت ۳۱ تا ۳۴ میں لفظ اسماء کا استعمال کیا گیا ہے، یعنی اللہ کی تخلیقات کی صحیح تعریف ۔اللہ نے فرشتوں سے اس کائنات میں موجود تخلیقات کے اسماء (تعریف) پوچھے اور وہ اس میں قاصر رہے جبکہ آدم نے ان کے اسماء (تعریف) ٹھیک ٹھیک بتا دیے۔صحیح علم نے انسان کو آدم اور صحیح علم کی برتری سے انکار نے ایک فرشتے کو شیطان بنا دیا۔گویا یہ طے ہو گیا کہ اس کائنات میں وہی مخلوق برتر ہوں گی جو صحیح علم میں برتر ہوں گی۔ یعنی اس طبعی دنیا میں جہاں کہیں بھی منطقی اور صحیح علم سے روگردانی ہوگی یا غلط تعریف کو مسائل کے حل کے لیے بنیاد بنایا جائے گا اور اصرار کیا جائے گا وہاں شیطانیت اور جہاں کہیں بھی منطقی اور صحیح علم ہوگا اور اس کی برتری کو تسلیم کیا جائے گا وہاں آدمیت وقوع پذیر ہوگی۔اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کائنات میں جہاں کہیں بھی تخریب کاری اور شیطانیت نظر آتی ہے اس کی وجہ صحیح علم کا فقدان ہی ہے۔اس کائنات کی خالق ذات جب بھی اس کائنات کی تخلیقات کو مخاطب کرے گی ان طبعی قوانین کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے کرے گی کہ جن کے تابع یہ ساری کائنات اور اس میں موجود ہر شئے ہے۔اللہ نے جب اس کائنات کو تخلیق کیا تو اس نے اس کائنات اور اس میں موجود ہر شئے کو حرکت دینے کے لیے قوانین وضع کیے اور ہم سب ان قوانین کے تابع ہیں۔ان قوانین کو ہم طبعی قوانین کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کبھی بھی کسی اور کائنات کے طبعی قوانین کے مطابق اس کائنات کے معاملات

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کو حل کرنے کی بات نہیں کرے گا۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے نزدیک اس طبعی دنیا میں موجود اشیاء کے اسماء (تعریف) صرف اس دنیا کے طبعی قوانین کے اندر رہتے ہوئے ہی صحیح علم کا درجہ حاصل کر سکتے ہیں۔ گویا جب اللہ اس کائنات کی تخلیقات کے اسماء (تعریف) کی بات کرتا ہے تو وہ ان اسماء (تعریف) کی بات کرتا ہے جو اس دنیا کے طبعی قوانین کے عین مطابق اور تابع ہوں۔ کیوں کہ جس اللہ نے اس کائنات کو بنایا اسی نے وہ طبعی اصول اور قوانین بھی بنائے ہیں جن کے تحت یہ کائنات اور اس میں موجود اشیاء حرکت میں ہیں۔ یعنی ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کائنات کے طبعی قوانین دراصل اللہ کی مرضی ہیں۔ اس اصول کا اطلاق تخلیق پاکستان اور اس کے پیچھے موجودہ محرکات اور عوامل پر بھی ہوگا جو اس کی تخلیق کا باعث بنے۔ اور پھر ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ صحیح اور منطقی علم کی بنیاد پر ''نظریہء پاکستان'' اور ''دوقومی نظریہ'' کی تعریف کیا ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہ ضروری ہے، اس تخریب کاری اور شیطانیت سے بچنے کے لیے جس کا شکار موجودہ پاکستان ہے۔ ''نظریہ پاکستان'' اور ''دوقومی نظریہ'' کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ
ہمیں کم از کم مندرجہ ذیل الفاظ کی صحیح تعریف معلوم ہو:

☆ قومیت ☆ ملک ☆ زبان ☆ امت ☆ ریاست ☆ قومی رہنما ☆ معاشرہ ☆ نظریہ ☆ تاریخ ☆ ثقافت ☆ وطن ☆ نسل ☆ تہذیب ☆ مذہب ☆ دین ☆ اسماء ☆ رہنما وغیرہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdudost.com
UrduDost Library

﴿مذہب، دین اور قومیت﴾

مذہب، دین اور قوم اپنی منطقی تعریفوں کے مطابق منفرد، باہم غیر متصادم اور خود انحصار ہیں

قوم ایک زبان اور خونی رشتے سے بنتی ہے۔ ہر قوم کا اپنا ایک تشخص، ثقافت، تاریخ اور رابطے کی زبان ہوتی ہے۔قومیت ایک پائیدار اور مستقل بنیادوں پر قائم رہنے والی حقیقت ہے۔قومیں نہ تو ایک دن میں بنتی ہیں اور نہ ہی ایک دن میں بگڑتی ہیں۔صدیوں کی مسافت اور بے پناہ توانائیاں ایک قوم کی تخلیق اور ارتقاء کے اجزائے ترکیبی میں سے ہیں۔قوموں کے ارتقاء اور ترقی میں جغرافیائی حدود کی حیثیت ثانوی ہوتی ہے۔سرحدیں بنتی ہیں اور بگڑتی ہیں، ممالک وجود میں آتے ہیں اور اپنی مدت پوری کر کے بکھر جاتے ہیں۔مگر قومیں اپنے تشخص کے ساتھ زندہ رہتی ہیں۔ دین یا مذہب اور جغرافیہ وغیرہ بیشک ایک قوم کی شکل وصورت، تشخص اور مزاج وضع کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں مگر بالواسطہ۔قوموں کی تخلیق میں بنیادی اور براہ راست کردار زبان ہی ادا کرتی ہے۔اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہی نہیں بلکہ اس کے ماننے والے اسے انسانی تاریخ کا سب سے زیادہ جامع، ترقی یافتہ اور معقول نظامِ حیات، نظامِ معاش، اور نظامِ معاشرت تسلیم کرتے ہیں۔اب اگر ہم اسلام کی تعریف کو سامنے رکھیں اور ''تہذیب'' کی تعریف کریں تو ہم پر یہ بات بلکل واضح ہو جاتی ہے کہ دینِ اسلام ایک اسلامی تہذیب کی تخلیق کرتا ہے۔دنیا کی تمام معتبر Dictionaries اور Encyclopedia اسلام کو ایک تہذیب قرار دیتے ہیں۔ مندرجہ بالا وضاحتوں کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ تہذیب کی تعریف میں زبان، رنگ ونسل، جغرافیہ، قومیت کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔دنیا کے عالمگیر مذاہب بھی انہی اصولوں پر کار فرما ہیں ورنہ عیسائیت صرف رومیوں تک اور اسلام صرف عربوں تک محدود رہ جاتا۔ایک دین جب بھی کسی ملک یا خطے کے رہنے والے انسانوں کے معاشرے میں داخل ہوتا ہے تو وہ اس معاشرے کے ظاہری خدوخال اظہار، رویوں اور معاملات کے بجائے ان کے بنیادی افکار اور عقائد میں تبدیلی لاتا ہے اور پھر خود کو اس

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

معاشرے میں کچھ اس طرح رنگ لیتا ہے کہ دونوں ایک جان نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر اسلام اگر چین میں داخل ہوتا ہے تو وہاں کے چائنیز کھانوں کو ہٹا کر عربی کھانے متعارف کرانے کی کوشش نہیں کرے گا۔ بلکہ کھانوں کے حوالے سے صرف حلال اور حرام کی شرائط کے اطلاق کی بات کرے گا، اور اس طرح سے چائنیز کھانے، حلال اور حرام کی شرائط کے اطلاق کے بعد، من وعن اپنی اصلی حالت میں برقرار رہیں گے۔ مزید برآں اگر اسلام یورپ میں داخل ہوتا ہے تو وہاں کے لوگوں کو پینٹ شرٹ چھوڑ کر شلوار یا عبایہ پہننے پر مجبور نہیں کرے گا بلکہ وہاں کے لباس یعنی پینٹ اور شرٹ کو اسلامی ستر کی چند بنیادی شرائط کے مطابق لانے کی بات کرے گا اور بس وغیرہ وغیرہ۔ دین وہاں کے رہنے والوں کو تقسیم در تقسیم کرنے کے عمل میں دلچسپی نہیں رکھتا، نہ ہی وہاں کی لسانی سرگرمیوں اور اختلافات میں۔ دین کو وہاں کی تاریخ سے بھی کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ دین کا تو بنیادی مقصد ایسے عوامل اور عناصر کی انسانی معاشرے میں تلاش اور ترقی ہوتی ہے جو انسانوں کو تقسیم کرنے کے بجائے انھیں یکجا کرے، قریب لائے اور ایک بین الاقوامی معاشرہ قائم کرے نہ کہ جس خطے میں جائے وہاں پر اپنے پیروکار بنائے اور انھیں دوسرے انسانوں سے الگ ثابت کرے، علیحدگی کا پرچار کرے اور تقسیم در تقسیم کے عمل پر ابھارے۔ یہ کام ایک دین کا نہیں ہے بلکہ یہ کام لسانیت، نسل پرستی اور مذہب کے غلط استعمال کا ہے۔
اسلام نے بحیثیت ایک دین کبھی بھی خود کو براہ راست ایک قومیت کا حصہ نہیں بننے دیا اس لیے کہ اسلام کبھی بھی ہندوستانیوں کی قیمت پر ایک الگ اسلامی ملک یا ممالک کی تشکیل نہیں چاہے گا۔ کیونکہ آج کے اسلام کے مخالف کل کے اسلام کے محافظ ہو سکتے ہیں۔ اسلام کی نظریں ہمیشہ پورے ہندوستان پر رہیں گی نہ کہ اس کے ایک خطے اور اس کے مکینوں پر۔ اسلام کبھی بھی خود غرضی کا مظاہرہ نہیں کرے گا اور ہندوستان کے شمال مغربی مسلمان اکثریتی صوبوں کو ہندوستان سے الگ کر کے باقی اقلیتی علاقوں کے مسلمانوں کو ہندوؤں کے رحم و کرم پر چھوڑنے کی بات نہیں کرے گا۔ اسلام کو اس بات سے کوئی غرض نہیں ہے کہ اس کے ماننے والے ایک قوم سے ہیں یا دس قوموں سے، ایک زبان بولتے ہیں یا دس زبانیں، ایک تاریخ کے حامل ہیں یا ان گنت تاریخوں کے، ایک نسل سے ہیں یا دوسری نسل سے وغیرہ وغیرہ۔ اسلام کو صرف اس بات سے غرض ہے کہ اس کے ماننے والے اس کے بتائے ہوئے ضابطہ ء حیات کو اپنی زندگی کے معاملات میں ایمانداری سے اپنائیں اور جہاں بھی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdudost.com UrduDost Library

اکثریت میں آتے ہیں وہاں پہلے ایک اسلامی معاشرے اور اگر معاشرہ ذہنی طور پر تیار ہو تو ایک اسلامی ریاست کا قیامِ عمل میں لائیں بشرطیکہ وہاں مسلمانوں کی تعداد سو فیصد ہو۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی ایک مذہب کو ایک قوم تک محدود کیا گیا یا اسے قومیت یا ملک کی بنیاد بنایا گیا وہ یا تو مٹ گیا یا سمٹ گیا جیسے پارسی اور یہودی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنی تعریف میں قومیت کی اور قومیت کی تعریف میں اپنی دخل اندازی کو پسند نہیں کیا۔ اسلام قومیت کو تسلیم کرتا تو ہے مگر ہر طرح کی قومیت کو اپنے دائرہ کار میں صرف برابری کی بنیاد پر قبول کرتا ہے۔ اگر اسلام قومیتوں کے خلاف ہوتا تو اپنے پیروکاروں کو عربی اور عجمی نہیں کہتا بلکہ انھیں اپنے آپ کو عربی یا عجمی کہنے سے روکتا اور انھیں "مسلمان قومیت "اختیار کرنے کو کہتا۔ اب ہم قرآن کی طرف آتے ہیں تو ہم پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام نے کبھی بھی مسلمانوں کو ایک قوم نہیں کہا بلکہ انھیں ایک امت کہا ہے۔ ''قوم'' اور ''امت'' کی تعریف میں بہت فرق ہے اور دونوں کے اجزائے ترکیبی کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک قوم کی تخلیق کے بنیادی عناصر کچھ اور ہیں اور ایک امت کے کچھ اور۔ کیا اسلام کو قومیت کا بنیادی عنصر بتانے والے نادانی میں اسلام کو تباہ نہیں کر رہے ہیں؟ اسلیے کہ اسلام کسی خاص قوم یا خطے کے لیے نہیں آیا بلکہ تمام بنی نوع انسانیت کے لیے آیا ہے۔ اور تمام بنی نوع انسان مختلف قومیتوں میں بٹی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی مسلمان ایک قوم کی تعریف کے زمرے میں صرف مسلمان ہونے کے ناتے ہرگز نہیں آسکتے تھے

ہمارے بعض عالموں اور رہنماؤں کی ''مسلمان قوم'' کی تعریف کو اگر ہم صحیح مان لیں کہ "اسلام میں قومیت کی بنیاد اسلام ہے اور ساری دنیا کے مسلمان ایک قوم ہیں تو پھر اگر منطقی طور پر دیکھا جائے تو ہندوستان کے تمام مسلمان ایک قوم ہیں اس لیے کہ وہ اسلام کے ماننے والے ہیں۔ اس طرح سے ترکی میں رہنے والے مسلمان بھی ایک ''مسلمان قوم'' کا حصّہ ہیں حالانکہ وہ ترکی زبان بولتے ہیں، ملک ترکی میں رہتے ہیں، ترکش کھانا کھاتے ہیں اور پینٹ شرٹ پہنتے ہیں۔ اسی طرح امریکہ میں رہنے والے مسلمان بھی ایک ''مسلمان قوم'' کا حصّہ ہیں۔ حالانکہ وہ ملک امریکہ میں رہتے ہیں، پینٹ شرٹ پہنتے ہیں، انگریزی زبان بولتے ہیں اور انگریزی کھانے کھاتے ہیں۔ اسی طرح یہ منطق ایرانیوں، جاپانیوں، چینیوں اور یورپین مسلمانوں پر بھی لاگو ہوگی۔ اگر ہم بہت ہی جامع پیرائے میں ایک ''مسلمان

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

قوم" کی مندرجہ بالا مسلمان رہنماؤں یا عالموں کے مطابق تعریف کرنا چاہیں تو وہ کچھ اس طرح ہوگی:

ہر وہ شخص جو مسلمان ہے ایک "مسلمان قوم" کا رکن ہے، چاہے وہ کسی بھی ملک میں رہتا ہو، کوئی بھی زبان بولتا ہو، کوئی بھی ثقافت رکھتا ہو، کسی بھی تاریخ کا حامل ہو اور کسی بھی معاشرے کا حصّہ ہو۔"

ایک مسلمان قوم کی مندرجہ بالا تعریف جن لوگوں کے نزدیک درست ہے میں ان سے یہ

سوال کرنا چاہوں گا کہ

"پھر امّتِ مسلمہ کی تعریف کیا ہوگی؟"

کیا یہی "امّتِ مسلمہ" کی تعریف نہیں ہے؟

اگر ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ:

امّتِ مسلمہ = مسلمان قوم

میں نے مندرجہ بالا پیرائے میں قوم کی جو تعریف بیان کی ہے اس کے مطابق ایک انسانی گروہ ایک زبان، ایک ثقافت، ایک خونی رشتے اور ایک تاریخ کی بنیاد پر صدیوں ساتھ رہ کر آپس میں شادی بیاہ کے ذریعے باہم شیر وشکر ہو کر ایک قوم نہیں بناتا تو پھر کیا بناتا ہے؟ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قومیت کی یہ تعریف کافروں کی دی ہوئی ہے تو مجھے یہ بتائیے کہ ایسے انسانی گروہ کو اسلام میں کیا کہتے ہیں۔ پنجابی، بلوچی، سندھی، پختون، بنگالی، جرمن، فرانسیسی، روسی، عربی، ایرانی، کشمیری اور انگریز وغیرہ کون ہیں۔ ان کی منطق ایسے ہی ہے

جیسے یہ کہنا کہ

ملک = وطن

وطن = ریاست

ریاست = حکومت

حکومت = ملک

ایک امت ملک یا سرحدی حدود سے ماورا ہوتی ہے اور چونکہ

قوم = امت

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اس لیے ایک مسلمان قوم کو ایک وطن یا ملک کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے، اس لیے کہ ساری دنیا مسلمانوں کا وطن یا ملک ہے۔ تو پھر ایک علیحدہ وطن کیوں مانگا گیا

ایسے افراد کے ذہنوں میں الفاظ کی جو programming چل رہی ہے اگر اسے کمپیوٹر پر simulate کیا جائے تو پھر شاید super computers بھی دھماکے سے پھٹنا شروع ہو جائیں۔ انسانی ذہن نے کمپیوٹر کو اپنی فطرت پہ تخلیق کیا ہے۔ مندرجہ بالا مساوات ایک computer program میں لکھے ہوئے illogical codes کی طرح ہیں کہ جو ایک لامتناہی دائرہ (Infinite Loop) میں گھومتی رہیں گی اور یا تو کوئی نتیجہ دینے سے قاصر رہیں گی یا پھر ایسے ایسے غیر منطقی کرشمات دکھائیں گی کہ انسان دنگ رہ جائے

ایک عمل اگر منطقی سوچ کے زیر اثر ہے تو وہ لازماً طبعی قوانین کی حد میں رہتے ہوئے بحیثیت مجموعی ہمیشہ تعمیر کرے گا۔ جبکہ ایک عمل جو کہ غیر منطقی سوچ کے زیر اثر ہے کسی بھی صورت میں طبعی قوانین کے اندر رہتے ہوئے تعمیری نہیں ہوسکتا ہے۔ طاقت کے غیر منطقی استعمال سے نتائج حاصل کرنے کی کوشش صرف تخریب کاری پیدا کرے گی۔ مثال کے طور پر ہم جب بھی کوئی شئے فضا میں بلندی سے حرکت کے لیے آزاد چھوڑیں گے تو وہ کشش ثقل کے زیر اثر نیچے کی طرف یعنی زمین کی طرف جائے گی۔ اب اگر ہم اس شئے پر کشش ثقل کی سمت کے مخالف اس کے وزن اور دوسری مزاحمتی قوتوں سے زیادہ قوت لگاتے ہیں تو وہ اوپر کی طرف حرکت کرے گی، اس لیے کہ قوت کی مقدار اس کے وزن اور دوسری مزاحمتی قوتوں سے زیادہ ہے۔ اب جیسے ہی وہ قوت اس شئے پر سے ہٹائی جائے گی تو وہ شئے کشش ثقل کے زیر اثر فوراً زمین کی طرف دوبارہ حرکت شروع کر دے گی۔ اگر کوئی ایک شئے کو اس کے وزن سے کم طاقت لگا کر کشش ثقل کی مخالف سمت میں حرکت دینے کی کوشش کرے گا، اور ایسا کرنے پر بضد ہوگا تو یہ ایک غیر منطقی سوچ اور فعل ہوگا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ چونکہ کشش ثقل کا phenomena کافروں کا دریافت کردہ ہے اس لیے وہ اسے نہیں مانتا اور اس کے نزدیک کسی بھی شئے کو فضا میں حرکت کے لیے چھوڑا جائے تو وہ کشش ثقل کی اطاعت کے بجائے کشش ثقل کی قوت کی مخالف سمت میں سفر کرے گی تو یہ **شیطانیت** ہے۔ غیر منطقی سوچ سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ہونا تو وہی ہے جو صحیح ہے یعنی ہر شئے کشش ثقل کی قوت کے زیر اثر اسی کی سمت میں ہی حرکت کرے گی، چاہے ہم کچھ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بھی کہیں، کیا فرق پڑتا ہے۔اس کا مطلب یہی ہوا کہ جو عمل اس کائنات میں سائنس کے مطابق مسلمہ ہے وہی صحیح ہےاس لیے کہ

سائنس اللہ کے تخلیق کردہ طبعی قوانین کا علم ہے

یہی اصول ہم بعض علماء اور رہنماؤں کی دی ہوی قومیت کی تعریف اوراس دنیا کی اکثریت کے نزدیک قومیت کی مسلمہ تعریف پر لاگو کر کے دیکھ سکتے ہیں کہ دونوں تعریفوں میں سے کون سی تعریف منطقی ہے۔ یقیناً جو تعریف تعمیری ہےاور انسانوں کی اکثریت جس تعریف کے زیراثر ہے، وہی تعریف اس کائنات کے خالق کے بنائے ہوئے طبعی قوانین کے مطابق ہے اور جو مطابق نہیں ہے اور جس کا اثر تخریبی ہے وہ تعریف غلط اور شیطان کی اختراع ہے۔منطق ہمیشہ مجموعی طور پر تعمیر کرے گی اور غیر منطق ہمیشہ مجموعی طور پر تخریب کرے گی

اب میں ان عالموں اور رہنماؤں کے اس استدلال کی طرف آتا ہوں کہ تمام مسلمان ایک قوم ہیں۔تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ جہاں جہاں مسلمان اکثریت میں آتے جائیں وہاں وہاں اسلام کے نام پر ملک قائم کرتے جائیں۔اورایسا کرنا بلکل ٹھیک ہےاور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔چونکہ ان مسلمان ممالک کے مسلمان ایک قوم یعنی مسلمان قوم کا حصہ ہیں اس لیے ایک خاندان کی طرح ہیں

اب ذرا غور کریں کہ مسلمان قوم تو ایک ہے مگر مختلف زبانیں بولتی ہے۔ایک ثقافت کے بجائے ان گنت ثقافتوں کی حامل ہے۔نہ تو یہ شکل وصورت میں ملتے ہیں، نہ رنگ ونسل میں، نہ ایک دوسرے کی بات سمجھ سکتے ہیں، نہ ان کا کھانا ایک جیسا ہے، نہ آپس میں شادیاں کرتے ہیں اور نہ ان کے رہن سہن کے طریقے ملتے جلتے ہیں اور نہ ہی ایک گھر میں رہتے ہیں۔مگر پھر بھی ایک قوم ہیں۔ایک قوم کی اس سے زیادہ حیرت انگیز طور پر غیر منطقی تعریف کیا ہوسکتی ہے۔ان مختلف اقوام کے درمیان زبان، ثقافت اور رہن سہن کے طور طریقوں کا فرق آخر کس زمرے میں آئے گا؟ کیا یہ فرق حقیقت نہیں ہے؟ اس فرق کو کیا کہیں گے؟ کیا یہ فرق کافروں نے پیدا کیا ہے یا اللہ نے ؟اور پھر انفرادی طور پر ان قوموں میں سے ہر قوم کے اندر جو مماثلت، ہمہ گیری اور یگانگت ہے اسے کیا کہیں گے؟ کیا اللہ نے انسانوں کو مختلف قومیتوں اور گروہوں میں پیدا نہیں کیا؟ کیا اللہ نے انسانوں کو گروہوں اور قبیلوں میں پیدا نہیں کیا تاکہ وہ پہچانے جائیں؟ پھر کیا ہمارے بعض علماء اور رہنما انھیں زبردستی مذہب کی بنیاد پر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ایک قوم کہہ کر امت اور قوم کی منطقی تعریفوں کو آپس میں گڈ مڈ نہیں کر رہے ہیں؟ اور ایسا کرتے ہوئے وہ تخریب کاری کے مرتکب نہیں ہو رہے ہیں؟ بجائے تبلیغ اور اشاعت اسلام کے فریضے اور اسلامی معاشروں کے قیام کے حصول کے، وہ ریاستی اور علاقائی جنگوں اور تصادم اور تفریق کے فعل میں متحرک نہیں ہو گئے ہیں؟ کیا اسلام اس لیے آیا تھا؟ ہرگز نہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان علماؤں نے قومیت کی اس تعریف کو استعمال کیا تو وہ بھی بنی نوع انسان کی تقسیم کے لیے۔ ظاہر ہے غیر منطقیت ہمیشہ تخریب ہی پیدا کرے گی

اب میں بعض عالموں اور رہنماؤں کی ایک ایسی جماعت کے نظریات کو منطق پر پرکھنا چاہوں گا کہ جو عالم اسلام کو ایک امت کے طور پر تو دیکھتی ہے مگر جس کے نزدیک قومیت اور وطنیت اسلام کے لیے خطرہ ہیں اور اس لیے اسلام ان کا مخالف ہے جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں اس بات کی وضاحت موجود ہے اور سارا عالم اسلام بھی اس بات پر متفق ہے کہ اسلام ایک دین ہے اور ایک دین ماخذ ہو سکتا ہے ایک تہذیب کا۔ ایک تہذیب زبان، رنگ ونسل، قومیت، جغرافیے، تاریخ، ریاست وغیرہ سے ماورا ہوتی ہے اور ان پر انحصار نہیں کرتی ہے۔ ایک تہذیب کی تعریف میں یہ عناصر کوئی عمل دخل رکھتے ہی نہیں ہیں۔ دونوں کا دائرۂ عمل مختلف ہے۔ تو پھر ان کا آپس میں تصادم کیسا۔ تصادم تو اس وقت ہوگا جب ان میں سے کوئی ایک، دوسرے کے دائرہ اختیار میں مداخلت کرے گا۔ قومیں اللہ نے تخلیق کی ہیں اور اسلام ان کے وجود سے انکاری نہیں ہے۔ اسلام صرف ان کی بنیاد پر تفریق کے خلاف ہے اور بس۔ اس کے علاوہ اسلام کا عمل دخل ان معاملات میں نہیں رہتا ہے

دین اسلام اسلامی تہذیب کی بنیاد ہے۔ اور اس دین یا تہذیب کو اپنانے والے مسلمان کہلاتے ہیں اور اس گروہ کو امت مسلمہ کہتے ہیں۔ ایک مسلمان کسی بھی قومیت سے ہو سکتا ہے اور اس کا تعلق اپنی قوم سے زبان اور خونی رشتے کی وجہ سے ہے جسے کبھی ختم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اسے بزور طاقت ختم کرنے کی کوشش جاہلانہ، غلط اور نفرت انگیز فعل ہے۔ ایسی کوششیں معاشروں کے اندر اور باہر تصادم کا ماحول پیدا کرتی ہیں۔ یہ کام ایک کثیر المذاہب اور کثیر القومی معاشرے میں لسانیت اور نسل پرستی کے غیر منطقی اور غلط استعمال کا ہے اسلام کا نہیں۔ تہذیب کا واحد مقصد ایک بین الاقوامی معاشرے کا قیام ہے اور یہی مقصد اسلام کا بھی ہے۔ مسلمان رہنما جہاں کہیں بھی اور جب بھی کسی قوم یا معاشرے میں جا کر وہاں کے مسلمانوں کو ایک علیحدہ گروہ کے طور پر ثابت

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کرنے کی کوشش کریں گے اور وہاں کے قومی، لسانی اور نسلی معاملات میں مداخلت کی کوششیں کریں گے، ان کے خلاف نفرت اور مزاحمت پیدا ہوگی۔ اور جہاں کہیں بھی وہ ایک بین الاقوامی اور اسلامی تہذیب سے متاثر فلاحی معاشرہ قائم کرنے کی کوشش کریں گے، ریاستی معاملات سے دور رہیں گے اور خود کو وہاں کے قومی، لسانی اور نسلی جھگڑوں میں مداخلت سے باز رکھیں گے، ان کے پیروکاروں کی تعداد میں نہ صرف اضافہ ہوگا بلکہ متعلقہ معاشرہ انھیں اپنا نجات دہندہ بھی سمجھے گا اور اس طرح خالص اسلامی معاشرے کا قیام ممکن ہو سکے گا۔ بیشک یہ راستہ دہائیوں اور صدیوں پر مشتمل طویل راستہ ہے مگر یہی ایک تہذیب اور دین کا راستہ ہے۔ تنگ نظر علماء، رہنما اور ریاستی عناصر کو یہ راستہ اس لیے پسند نہیں ہے کہ ان کا شعور ہر بوئے گئے بیج کا پھل اپنی زندگی میں ہی کاٹنا چاہتا ہے اور اسے ہی کامیابی سمجھتا ہے۔ وہ اپنی زندگی سے آگے کچھ دیکھ ہی نہیں سکتا یا دیکھنا نہیں چاہتا ہے

بحیثیت ایک تہذیب کے، اسلام کا براہ راست تعلق ریاستوں سے نہیں ہونا چاہیے بلکہ معاشروں سے ہونا چاہیے۔ چونکہ معاشرے ہی ایک ریاست کا مزاج بناتے ہیں اس لیے معاشروں میں تغیر خود بخود ریاستی تبدیلی کا موجب بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ براہ راست ریاست پر اثر انداز ہونے کی کوششیں زیادہ بار آور نہیں ہوتی ہیں بلکہ عموماً منفی نتائج کی وجہ بن جاتی ہیں اور ایسے عناصر معاشرے میں اپنا اثر ورسوخ بھی کھو دیتے ہیں۔ اسی لیے مذہبی شدت پسندوں کی ریاست پر براہ راست اثر انداز ہونے کی کوششوں نے ہمیشہ اسلام اور انسانی و مسلمان معاشروں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اور نہ صرف ساری دنیا بلکہ مسلم دنیا بھی اسلامی شدت پسندوں سے بری طرح خائف ہے

اب ہم ایسا کرتے ہیں کہ اس سارے معاملے کی بنیاد تک جاتے ہیں اور اسے انتہائی micro level پر جا کر سمجھتے ہیں تاکہ ہمیں امت اور قومیت کا پورا معاملہ بہت ہی واضح طور پر سمجھ میں آسکے اور ہم اسے منطق کی نظر سے دیکھ سکیں کہ امت نظریئے سے اور قومیت زبان، ثقافت اور خونی رشتے سے بنتی ہے اور دونوں کس طرح سے ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت کیے بغیر ساتھ ساتھ چل سکتے ہیں

فرض کر لیتے ہیں کہ ایک علاقے میں پانچ گھر بنے ہوئے ہیں۔ ہر گھر میں ایک شادی شدہ جوڑا رہتا ہے۔ ہر جوڑے کے دس بچے ہیں، جن میں پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں اور وہ سب جوان ہو چکے ہیں۔ اس طرح

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اس علاقے میں پانچ خاندان پانچ گھروں میں رہ رہے ہیں اور ہر خاندان کے اراکین کی تعداد بارہ ہے۔ ہر خاندان الگ زبان بولتا ہے۔ان کے رہن سہن،طور طریقے،لباس اور کھانا پینا ایک دوسرے سے مختلف ہے
اب فرض کر لیتے ہیں کہ کسی دور دراز علاقے سے ایک شخص اس علاقے میں آتا ہےاور ان پانچوں خاندانوں کو چند انتہائی معقول اور منطقی نظریات کی تعلیمات دیتا ہے۔فرض کر لیتے ہیں کہ اس شخص کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے ہر خاندان کے دو نوجوان، یعنی ایک لڑکا اور ایک لڑکی، متاثر ہو کر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے ہیں۔اب وہ شخص ان نوجوانوں سے کہ جنھوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے، کہتا ہے کہ اب چونکہ تم لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہو اس لیے اب تمھیں اپنے متعلقہ خاندانوں کو چھوڑنا پڑے گا اور اب تم میرے خاندان کے فرد ہو ۔رہنے کی کوئی دوسری جگہ نہیں ہے اس لیے تمھیں اپنے متعلقہ گھروں میں ہی رہنا پڑے گا۔مگر اب تم اپنے کمروں کے ان دروازوں پر جو کہ تمھارے کمرے کو گھر کے دوسرے کمروں وغیرہ سے ملاتے ہیں دیواریں کھڑی کر کے بند کرنا پڑے گا۔تاکہ طبعی طور پر تم اپنے متعلقہ خاندانوں سے الگ ہو جاؤ کہ جن کے ساتھ تم نے زندگی گزاری، جن سے تمھاری رنگت اور شکلیں ملتی ہیں، کہ تم نے جن کے رہن سہن کے طریقوں اور رسوم و رواج کو اپنایا ہوا ہے، جنھوں نے تمھیں زبان سکھائی اور جن کا خون تمھاری رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ جب یہ نوجوان آپس میں ملتے ہیں تو اس طرح کہ نہ تو ان کی شکلوں میں مماثلت نظر آتی ہے نہ رنگت میں ۔نہ یہ ایک دوسرے سے بات کر سکتے ہیں نہ ان کے لباس اور کھانے ایک دوسرے سے مماثلت رکھتے ہیں اور نہ ہی ان کی عادتیں اور وہ شخص پھر بھی بضد ہے کہ اس کے پیروکار ایک خاندان کے فرد ہیں۔ظاہر ہے یہ نوجوان اس شخص کی بات ماننے سے انکار کر دیں گے۔ وہ چاہیں گے کہ چوں کہ وہ تعلیمات اچھی ہیں اس لیے انھیں اپنے ساتھ رکھتے ہوئے اپنے متعلقہ خاندانوں سے معقول تعلق رکھیں۔ کیونکہ یہی انسانی فطرت ہے اور اسلام کے دعویدار یہ علماء اگر اسلام کو دین فطرت بتاتے ہیں تو ایسا کچھ کبھی نہیں کریں گے۔ دنیا کے ۵۹ مسلمان ممالک نے یہی کیا اور اب پاکستان میں رہنے والے دیکھ سکتے ہیں کہ یہ غیر منطقیت کامیاب نہیں ہوسکی یہاں تھوڑی دیر کے لیے ہم یہ فرض کر لیتے ہیں کہ وہ نوجوان اس شخص کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنے متعلقہ خاندانوں سے تعلق منقطع کر لیتے ہیں۔اب ہم ان نوجوانوں کے والدین اور متعلقہ خاندانوں کی طرف آتے ہیں کہ وہ خاندان کہ جن سے ایک

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

شخص نے ان کے جوان بچے الگ کر دیے ہوں اور انھیں اپنے خاندان کا فرد بنالیا ہو، کیا وہ اس شخص کے خلاف اٹھ کھڑے نہیں ہونگے ؟ کیا وہ اس شخص کے دشمن نہیں ہو جائیں گے؟ کیا وہ اس شخص سے نفرت نہیں کریں گے؟ کیا وہ دوسرے علاقوں میں جا کر انھیں خبردار نہیں کریں گے کہ اس شخص کو اپنے درمیان آنے مت دینا ورنہ یہ تمھارا گھر بھی توڑ دے گا ؟ کیا وہ شخص تصادم، نفرت، تخریب کاری اور دشمنی کا ماحول پیدا نہیں کر رہا ہے؟ کیا وہ شخص ایک بین الاقوامی معاشرے کے قیام کے بجائے انسانی معاشروں کو توڑ پھوڑ نہیں رہا ہے؟

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کیا اس شخص کے نظریات کے مطابق اگر وہ نوجوان ایک خاندان بننے کی کوشش کریں بھی تو کیا ایسا ممکن ہو سکے گا۔ میں اپنے قارئین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ایسے افراد جو کہ نہ تو ایک دوسرے کی زبان سمجھتے ہیں، نہ ایک دوسرے کے رسم ورواج سے واقف ہیں، نہ ہی طور طریقے اور لباس ایک جیسے ہیں اور نہ ہی ایک گھر میں رہتے ہیں اور نہ ہی آپس میں شادیاں کرتے ہیں، کامیابی سے ایک خاندان بنا سکتے ہیں؟ اور کیا آپس میں مل جل کر بغیر تنازعات کے رہ سکتے ہیں؟ نظریات کی مماثلت کے ساتھ آپ آپس میں تھوڑی دیر تک بیٹھ کر ایک مجلس میں وقت تو گزار سکتے ہیں مگر ایک خاندان نہیں بنا سکتے ہیں۔ جب تک کہ آپس میں شادیاں نہ کریں اور خونی تعلق قائم نہ کریں۔ اگر یہ نوجوان آپس میں شادیاں کر لیں اور یہ طے کر لیں کہ اب سب مل کر ایک زبان بولیں گے تو بھی ان کی آدھی زندگیاں اپنے ہونے والے بچوں کو باہم مربوط کر کے ایک خاندان بنانے میں صرف ہو جائے گی۔ اگر اس حقیقت کو ہم ایک قوم پر لاگو کریں تو ایک قوم کی اوسط زندگی اپنی اصل ہیئت میں رہتے ہوئے تقریبا ہزار سال فرض کر لیتے ہیں۔ اس طرح سے دیکھا جائے تو communication کے اس تیز رفتار دور میں بھی مختلف چھوٹی قوموں کو باہم مل کر ایک مقابلتاً بڑی قوم بننے میں تقریباً سو سے دوسو سال آرام سے لگ سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ ایسا کرنے کے لیے راضی ہو جائیں۔ انسان کے تمام محرکات کی بنیاد اس کے ذاتی مفادات ہوتے ہیں اور کوئی بھی نظام کہ جس کی بنیاد اس اصول پر نہ رکھی گئی ہو کامیاب نہیں ہوسکتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ایسا چار یا پانچ قومیں صرف اس وقت کریں گی جب انھیں اس میں اپنا مفاد نظر آئے گا

ایک زبان اور باہم خونی رشتوں کی بنیاد رکھے بغیر کیا یہ نوجوان آپس میں زیادہ دیر تعلقات قائم رکھ سکیں گے؟

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بلکہ کیا ایک دن نفرت کی وہ دیواریں جوان کے گھروں میں چنوائی گئی ہیں توڑنہیں دینگے۔کیا ہم دنیا کو اسلام کا یہ کردار دینا چاہتے ہیں جو کہ غیر منطقی طور پر لسانیت اور نسلی تفریق ادا کرتی ہے؟ ہرگز نہیں کیا دنیا اسلام سے بری طرح خائف نہیں ہے، کیا وہ اسلام سے ڈرنہیں گئے ہیں؟

اس کے برعکس اگر وہی شخص جس کے ہاتھوں پر ہر خاندان کے دونو جوانوں نے بیعت کی ہے، ان نو جوانوں کے اپنے خاندانوں کے ساتھ تعلقات کو ان خاندانوں تک پہنچنے کا ذریعہ بناتا ہے اور اگر وہ اپنے پیروکاروں کو یہ تبلیغ کرے کہ اپنے گھروں میں علیحدگی کی دیواریں ہرگز کھڑی نہ کرو، اپنے گھر والوں سے محبت کرو اور انھیں محبت سے میری تعلیمات پہنچاؤ، وہ اگر تمھیں پریشان کریں تو تم انھیں راستہ دکھاؤ اور ان کے لیے دعا کرو، انھیں انسانیت کا درس دو اور بتاؤ کہ نہ صرف یہ کہ اپنے گھروں میں نہ لڑیں بلکہ پانچوں خاندان آپس میں بھی نہ لڑیں، ان کو اخلاقیات سکھاؤ اور انھیں سائنسی تعلیم کی روشنی دکھاؤ، ان کے جسموں پر زبردستی ریاستی طاقت کے استعمال سے قبضہ کرنے کے بجائے ان کے دلوں کو محبت سے رام کرو، ان کی مشکلات کو حل کرنے میں ان کی مدد کرو۔کیا اس شخص کی ایسی تعلیمات پانچوں گھرانوں کے دلوں کو نہیں جیت لیں گی؟ کیا یہ گھرانے آہستہ آہستہ اس شخص کی اچھی تعلیمات کے زیراثر نہیں آجائیں گے؟ یہ گھرانے دوسرے علاقوں میں جا کر اس شخص کی اچھی تعلیمات کی نہ صرف تعریف کریں گے بلکہ تبلیغ بھی۔کیا اسلام کا کردار ایسا نہیں ہونا چاہیے؟

کیا اسلام کا کردار تقسیم اور تخریب کے بجائے اتحاد، تعمیر اور بین الاقوامی معاشرے کے قیام کا نہیں ہے؟ بلکل ہے۔کیا یہی وہ منطق نہیں ہے کہ جس کی تعلیم حضرت محمدؐ نے ہمیں دی ہے، جو دلوں کو ملاتی ہے، جو اتحاد، تعمیر اور بین الاقوامی معاشرے کے قیام کی خواہاں ہے؟

ایک طبقہءفکر یہ کہہ سکتا ہے کہ بہرحال اگر ہندوستان کے مسلمان ایک زبان کی بنیاد پر ہی سہی ایک قوم اگر بنتے بھی ہیں تو وجہ تو پھر بھی اسلام ہی ہوئی۔ بے شک ایسا ہی ہے، مگر یہاں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اسلام براہ راست وجہ نہیں ہے۔مزید یہ کہ اس سارے معاملے میں نیت اور طریقہ کار کا فرق ہے۔اس کو سمجھنے کے لیے ہم دوبارہ micro level پر جا کر دیکھتے ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو

ہم فرض کر لیتے ہیں کہ ایک گھر میں ایک شادی شدہ جوڑا رہتا ہے۔اور ان کے ساتھ ان کے دس بچے رہتے ہیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اور سب کے سب ماشاء اللہ سے جوان ہیں۔ ان میں سے پانچ بچے اپنے والدین کے نافرمان اور پانچ ہی فرمانبردار ہیں۔ اگر والدین خود اپنی مرضی سے یا اپنی فرمانبردار اولادوں کے مطالبے پر ان کی ہر معاملے میں جائز اور ناجائز حمایت شروع کر دیں اور اپنی نافرمان اولادوں کی جائز اور ناجائز مخالفت شروع کر دیں تو لازماً اس گھر میں دو بہت مضبوط گروہ وجود پا لیں گے۔ تصادم کی فضا شدت اختیار کرتی جائے گی۔ حاصل کچھ بھی ہو ایک بات بالکل واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ نافرمان اولادیں اپنے والدین سے متنفر ہو جائیں گی، اپنے والدین پر سے ان کا اعتماد اٹھ جائے گا اور ان سے کسی بھی حوالے سے بات چیت پر راضی نہیں ہونگی۔ اس کے برعکس اگر یہ والدین صحیح اور منطقی سوچ رکھتے ہوں گے تو وہ اپنی فرمانبردار اولادوں کے کسی بھی ایسے مطالبے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گے جس کے معنی اپنی نافرمان اولادوں کے خلاف کھڑے ہونے کے مترادف ہو تو اس طرح معاملات مفاہمت کی طرف جائیں گے۔ غور کریں کہ اولادوں کے درمیان وجہء تصادم والدین کی اطاعت ہی کیوں نہ ہو، اگر والدین سمجھدار ہوں گے تو ان کا صحیح رویہ یہی ہو گا کہ بجائے دو گروہوں کے درمیان اختلافات میں طرفدار بننے کے ان میں مفاہمت اور قربت پیدا کی جائے۔ مزید یہ کہ اگر والدین اپنی فرمانبردار اولادوں کو اپنی نافرمان اولادوں سے نفرت اور دوری کی ترغیب دینے کے بجائے ان سے محبت اور رواداری کی تعلیم دیں اور مشکل وقت میں ان کی مدد کے لیے موجود ہوں تو صرف یہی طرز عمل تصادم کی فضا کو مکمل طور پر ختم کر دے گا اور جو کچھ بھی منفی رہ جائے گا وہ صرف اور صرف غلط فہمی اور انا کا احساس ہو گا جسے والدین اور ان کی سمجھ دار فرمانبردار اولادیں اگر مناسب طریقے سے سنبھالیں تو آرام سے معاملات تعمیری انداز میں حل کیے جا سکتے ہیں اور اس طرح سے نافرمان اولادوں کو فرماں برداری کی طرف لایا جا سکتا ہے۔ اسی صورتحال کو ہم اسلام، ہندوستانی مسلمانوں اور ہندوؤں پر لاگو کر سکتے ہیں۔ اسلام کے مفاہمانہ رویے اور آفاقی سمجھ داری اور معقولیت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ناسمجھی کا رویہ ہم مسلمانوں کی طرف سے ہے۔ ہم تھوڑے سے معاشی مفاد کے لیے اسلام کو غلط طریقے سے خود غرضی کے ساتھ استعمال کر رہے ہیں۔ ہم اسلام کو ذاتی، معاشی، جغرافیائی اور سماجی جھگڑوں میں گھسیٹ کر اسے مجبور کر رہے ہیں کہ اسلام ہماری اس لڑائی میں ہمارا طرفدار اور غیر مسلموں کے مخالف کا کردار ادا کرے، جو کہ اسلام کی تعلیمات کے عین خلاف ہے۔ یقیناً

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اسلام اس رویے کی کبھی حمایت نہیں کرے گا اور یہی وجہ ہے کہ آج کا پاکستانی مسلمان اسلام کے لیے وجہء پشیمانی بنتا جارہا ہے اور عالم انسانی کے لیے وجہء پریشانی۔ یقیناً نہ تو دنیا اس بات کو زیادہ دیر برداشت کرے گی اور نہ اسلامیہاں یہ امر بھی لازم ہے کہ مسلمان جہاد کے منطقی کردار سے ہمہ وقت آگاہ رہیں اور اس کے بروقت اور صحیح استعمال کی اہمیت سے غافل نہ رہیں۔ جہاد کا علمی اور تبلیغی پہلو ہی دوررس نتائج کا حامل ہے اور اسلام کے دشمنوں کے لیے اولاً اسی نقطہ نظر سے ہی جہاد بہت تعمیری اور دوررس نتائج دے گا۔ اس لیے کہ یہ طرز عمل مسلمانوں کو اس قابل بنادے گا کہ وہ غیر مسلموں کو دو واضح گروہوں میں دیکھ سکیں۔ ایک وہ گروہ جو اسلام کے حوالے سے غلط تعریفوں کی بنیاد پر اسلام کا مخالف ہے اور دوسرا وہ گروہ جو کہ ہر صورت میں اسلام کی مخالفت پر آمادہ ہے۔ ظاہر ہے کہ پہلے گروہ کے ساتھ صحیح اور منطقی علم کی مدد سے تصادم کی فضاء کو باہمی دوستی اور تعمیری مزاج دیا جاسکتا ہے۔ دوسرے گروہ میں بھی وہ لوگ کہ، جو اسلام کے مخالف تو ہیں مگر اس کے خلاف کوئی نقصان دہ اقدام کرنے سے انکاری ہیں، اسلام کے لیے وجہء پریشانی نہیں ہونے چاہیں۔ ہاں اس طرح مسلمان ان عناصر کو بہت سمجھ داری سے معاشرے کی بنیادی رو سے الگ کرسکیں گے جو واقعی اسلامی معاشرے کے لیے خطرہ ہیں اور اس طرح منطقی طور پر جہاد کی ایک ایسی پالیسی اپنائی جاسکتی ہے کہ جس کے مطابق کم سے کم تصادم کے ساتھ امن کے ماحول کو یقینی بنایا جاسکے، تاکہ اسلام اپنے بنیادی کام یعنی پرامن بین الاقوامی معاشرے کے قیام کی طرف ساری توجہ مرکوز کرسکے۔ اور ایسا صرف اس وقت ممکن ہے کہ جب پورا مسلمان معاشرہ سائنسی علوم کے حصول کو اپنا دینی فریضہ بنالے جبکہ حالات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ آج کا پاک و ہند کا مسلمان کہاں جا رہا ہے؟ غیر مسلم تو دور کی بات ہے خود مسلمان پنجابی، سندھی، مہاجر، بلوچی، پختون، اور بنگالی وغیرہ ایک دوسرے سے خائف ہیں، ایک دوسرے پر بدترین ریاستی تشدد اور طاقت کے استعمال کے مرتکب ہوتے رہے ہیں اور ہورہے ہیں۔ یہ آپس میں بیٹھنے اور بات کرنے کے بھی روادار نہیں ہیں۔ دوسری طرف عسکریت پسند مسلمان طاقت کے بدترین استعمال سے ریاستیں قائم کررہے ہیں، ہر دوسرے شخص کے لیے کفر کا فتوی جاری کر رہے ہیں اور دلوں کے بجائے جسموں پر فتح کے جھنڈے گاڑتے جارہے ہیں

کیا یہ تخریب کاری نہیں ہے اور کیا ان تعصب پرست رہنماؤں کی دی ہوئی مذہب کی غیر منطقی تعریف نے ان

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

قوموں کو ایک کر دیا؟ اگر ایک مذہب یا نظریئے سے ان قوموں کو ایک قوم بننا ہوتا تو ساٹھ سالوں میں اب تک ہو چکے ہوتے، اس لیے کہ عقیدے اور نظریئے

وقت پر انحصار نہیں کرتے ہیں یعنی Time Dependent نہیں ہوتے ہیں

کیا اسلامی معاشرے کے قیام کے بغیر اسلامی ریاست کا قیام مزید نفرتیں اور تصادم لے کر نہیں آئے گا؟ کیا پاکستان کی ریاست، لاشعوری طور پر ہی سہی، باقی قوموں کے استحصال کے لیے اسلام کو استعمال نہیں کر سکتی ہے؟ آج پنجاب کا مسلمان سرحد پار اپنے ہم وطن غیر مسلم پنجابی بھائیوں سے زیادہ قریب ہے بنسبت اپنے سندھی، بلوچی، پختون اور مہاجر مسلمان بھائیوں کے۔ آج کے پاکستان کو امت اور قومیت کی غیر منطقی تعریف بہت کمزور کر چکی ہے۔ اب یہ قومیں اپنے ہی گھروں میں بنائی ہوئی تعصب پرست رہنماؤں کی غیر منطقی تعلیمات پر مبنی نفرت اور علیحدگی کی دیواروں کو توڑنے کے لیے تیار ہیں۔ دوسری طرف وہ اسلامی عسکریت پسند لوگ ہیں جو گھبراہٹ میں زبردست ریاستی تشدد اور طاقت کے بدترین استعمال میں ایک ایسی خانہ جنگی شروع کر چکے ہیں جس میں ریاست بھی بری طرح ملوث ہو چکی ہے۔ جس کی تباہی کے اثرات نہ جانے کتنے گھرانوں کو تباہ کر دیں گے اور نہ جانے کتنے مسلمانوں کو اسلام سے متنفر کر دیں گے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

﴾دوقومی نظریہ اور پاکستان﴿

دوقومی نظریہ بنیادی طور پر قومی نظریہ ہے جس کا محور اردو زبان ہے

سرسید احمد خان کو ''دوقومی نظریہ'' کا بانی کہا جاتا ہے۔ ''دوقومی نظریہ'' کی اصطلاح میں دو الفاظ ایسے ہیں کہ جن کی منطقی تعریف بہت ضروری ہے۔ ایک لفظ ہے ''قوم'' اور دوسرا لفظ ہے ''نظریہ'' یعنی دوقومی نظریہ ایک ایسی رائے یا عقیدہ تھا جس کی سچائی کو سائنسی اصولوں پر پرکھا نہیں گیا تھا یعنی ایک نئ تخلیق کی جا رہی تھی جس کے صحیح ہونے کو ثابت کیا جانا تھا۔ یعنی سرسید احمد خان ہندوستان کے مسلمانوں پر مشتمل ایک قوم کی تخلیق کی شروعات کرنا چاہتے تھے۔ تو جب اسلام ایک قوم کی تخلیق کی بنیاد نہیں بن سکتا اور سرسید احمد خان کو یہ معلوم تھا تو پھر انھوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک علیحدہ قوم کیسے قرار دے دیا اور ''دوقومی نظریے'' کی بنیاد کیسے رکھ دی۔ اس کے لیے ہمیں سرسید احمد خان کی متعلقہ تحریروں کا بہت باریک بینی، سچائی، نیک نیتی، اور ایمانداری کے ساتھ مطالعہ کرنا ہوگا تاکہ ہم ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک قوم کہلانے کے بنیادی اور منطقی عناصر کا پتا چلا سکیں جو کہ سرسید احمد خان کے ذہن میں تھے چونکہ مجھے یقین ہے کہ سرسید احمد خان کو قوم اور امت کی تعریف بہت اچھی طرح سے معلوم تھی اور ان کو بہت اچھی طرح سے پتہ تھا کہ وہ کیا بات کر رہے ہیں اور اس کے اثرات کہاں تک جا سکتے ہیں۔

ہندی اردو اختلاف سے پہلے اور اس عرصے کے دوران سرسید احمد خان نے ہندوستان میں رہنے والے ہندوؤں اور مسلمانوں کو ''ایک قوم'' قرار دیا۔ میرا خیال ہے کہ ایسا کرتے وقت انھوں نے ہندوستان کے مرکزی علاقوں کو مدنظر رکھا اور ہندوستان کے ذیلی اور سرحدی صوبے ان کے تجزیئے کا حصہ نہیں بنے۔ ورنہ وہ ایسا کہتے ہوئے کافی محتاط رہتے، اس لیے کہ ہندوستان کے مرکزی علاقوں کے رہنے والوں اور ہندوستان کے ذیلی اور سرحدی صوبوں کے لوگوں کی زبان، تاریخ، ثقافت اور رنگ و نسل میں کسی حد تک ضرور فرق تھا۔ یا شاید وہ سمجھتے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تھے کہ ایک ہندوستانی قوم کے ارتقاء نے جس طرح مرکزی علاقوں کو باہم مضبوطی سے جوڑ دیا ہے اسی طرح اپنے تسلسل میں یہ ہندوستان کے ذیلی اور سرحدی صوبوں کو بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مرکزی ہندوستان سے منسلک کردے گا۔ بہرحال جس وقت انھوں نے ایسا کہا تھا اس وقت مرکزی ہندوستان کے ہندو اور مسلمان مذہبی عقائد کے لحاظ سے بلاشبہ متصادم تھے۔ مگر وہاں کے لوگوں کی زبان، تاریخ اور ثقافت میں کافی حد تک مماثلت تھی۔ مثال کے طور پر ہندو اور مسلمان عورتیں دونوں ساڑھی پہنتی تھیں؛ دونوں بنیادی طور پر کھیتی باڑی کے پیشوں سے منسلک تھے؛ دونوں کے شادی بیاہ کی رسومات (ماسوائے چند مذہبی رسومات کے) میں مماثلت تھی؛ دونوں کی تاریخ ایک تھی (زیادہ تر مسلمان ہندومت سے اسلام کے دائرہ کار میں آئے تھے)؛ دونوں کی اکثریت کے آباؤ اجداد بھی ایک ہی تھے؛ دونوں کی غذا اور رہن سہن کے طریقوں میں بھی زیادہ فرق نہیں تھا اور پھر سب سے بڑھ کر دونوں ایک ہی زبان بولتے اور لکھتے تھے یعنی اردو یا ہندوستانی۔ یہی وجہ تھی کہ سرسید احمد خان نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک قوم فرض کر لیا، تاکہ وہ ارتقاء کے عمل سے گزر کر مکمل طور پر ایک قوم کی واضح شکل اختیار کر سکیں

سرسید احمد خان فرماتے ہیں کہ:

" میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو مثل اپنی دو آنکھوں کے سمجھتا ہوں اس کہنے کو بھی پسند نہیں کرتا کیونکہ لوگ علی العموم یہ فرق قرار دیں گے کہ ایک کو دائیں آنکھ اور دوسری کو بائیں آنکھ کہیں گے۔ مگر میں ہندو اور مسلمان دونوں کو بطور ایک آنکھ کے سمجھتا ہوں"

(سرسید احمد خاں، مولوی عبدالحق، صفحہ ۵۶)

سرسید احمد خان مزید فرماتے ہیں کہ:

"اے میرے دوستو! میں نے بارہا کہا ہے اور پھر کہتا ہوں کہ ہندوستان ایک دلہن کی مانند ہے جس کی خوبصورت اور رسیلی دو آنکھیں ہندو اور مسلمان ہیں"

(سرسید احمد خاں، مولوی عبدالحق، صفحہ ۵۶)

سرسید احمد خان مزید فرماتے ہیں کہ:

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

"اب ہندوستان ہی ہم دونوں کا وطن ہے ہندوستان ہی کی ہوا سے ہم دونوں جیتے ہیں۔ مقدس گنگا جمنا کا پانی دونوں پیتے ہیں۔ ہندوستان ہی کی زمین کی پیداوار ہم دونوں کھاتے ہیں۔ مرنے جینے میں دونوں کا ساتھ ہے۔ ہندوستان میں رہتے رہتے دونوں کا خون بدل گیا، دونوں کی رنگتیں ایک سی ہوگئیں، دونوں کی صورتیں بدل کر ایک دوسرے کے مشابہ ہوگئیں۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کی سیکڑوں رسمیں اختیار کر لیں، ہندوؤں نے مسلمانوں کی سیکڑوں عادتیں لے لیں، یہاں تک ہم دونوں آپس میں ملے کہ ہم دونوں نے مل کر ایک نئی زبان پیدا کر لی جو نہ ہماری زبان تھی نہ ان کی"

(سر سید احمد خاں، مولوی عبدالحق، صفحہ ۵۷)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

"۔۔۔یاد رکھو کہ ہندو اور مسلمان ایک مذہبی لفظ ہے ورنہ ہندو، مسلمان اور عیسائی جو اسی ملک میں رہتے ہیں، اس اعتبار سے سب ایک قوم ہیں۔ جب یہ سب گروہ ایک قوم کہے جاتے ہیں تو ان سب کو ملکی فائدے میں جو ان سب کا ملک کہلاتا ہے ایک ہونا چاہیے"

(سر سید احمد خاں، مولوی عبدالحق، صفحہ ۵٦)

مگر ۱۸٦۷ء سے ۱۸۹۸ء کے درمیان سر سید احمد خان کی سوچ میں اس وقت تبدیلی آئی جب ہندوؤں نے اردو کو دیوناگری رسم الخط میں لکھنا شروع کر دیا اور اسے ہندی زبان قرار دے دیا۔ میرے خیال میں ہندوستان کے قومی لیڈروں کو دیر سے سہی مگر ایک قوم کی تخلیق کی اہمیت کا اندازہ ہو گیا تھا اور انھوں نے اس کی تخلیق اور ارتقاء کی سب سے اہم بنیاد یعنی ہندی زبان کی ابتداء کر دی۔ مزید یہ کہ انھوں نے نہ صرف خود کو اردو زبان سے الگ کر کے ایک نئی زبان ہندی کی تخلیق کی بلکہ اس کی ترویج و ترقی کے لیے انگریز سرکار سے ہندی زبان کو اردو زبان کے برابر کا درجہ دینے کا مطالبہ کیا اور کامیابی کے ساتھ اپنی اس تحریک کے مقاصد حاصل کر لیے اور اس طرح ۱۹۰۰ء میں انگریزوں نے ہندی کو اردو کے برابر زبان کی حیثیت دے دی۔ سر سید احمد خان نے ۱۸٦۷ء اور ۱۸۹۸ء کی درمیانی مدت میں ہی اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ ہندوستان کے ہندو اور مسلمان علیحدگی کی طرف جا رہے ہیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سرسید احمد خان ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"The welfare of both the Hindus and Muslims lays in this that they may regard themselves as One Nation and that they should do nothing which may create feeling of alienation"

مولوی عبدالحق ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

"شروع میں ایک مدت تک وہ (سرسید احمد خاں) ہندوستان کے تمام باشندوں کو ایک قوم کہتے اور سمجھتے تھے جس کا اظہار انھوں نے بار بار اپنی تقریروں اور تحریروں میں کیا ہے۔لیکن جب ہمارے ہندو بھائیوں نے اردو کی مخالفت کر کے دوقومی نظریئے کی بنیاد ڈالی تو انھیں رنج ہوا اور انھوں نے ناچار اپنی کوششوں کا رخ مسلمانوں کی فلاح و تعلیم کی طرف پھیر دیا۔

یہیں سے ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہو گئیں"

(سرسید احمد خاں، مولوی عبدالحق، صفحہ ۶۴)

مولوی عبدالحق ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ

"سید نے قوم کا مفہوم ہی بدل دیا اس سے پہلے قوم سے مراد سید، شیخ، مغل، پٹھان تھی۔سید نے اسے "نیشن" کا ہم معنی بنا دیا اور مسلمانوں میں قومیت کا تصور پیدا کیا"

(سرسید احمد خاں، مولوی عبدالحق، صفحہ ۶۴)

سرسید احمد خان اردو سے کسی بھی قیمت پر دستبردار ہونے کے لیے تیار نہیں تھے۔مگر مرکزی ہندوستان کے ہندو کچھ اور سوچ رہے تھے اور یہیں پر دوقوموں کا ارتقاء شروع ہوا اور پھر سرسید احمد خان نے دوقومی ارتقاء کے خطوط پر سوچنا شروع کر دیا۔انھوں نے وہ بنیادی عناصر تلاش کرنا شروع کر دیے جو ہندوستان کے مسلمانوں کو یکجا کر کے ایک قوم بنا سکیں۔اور اس کے لیے انھوں نے انھی عناصر کا انتخاب کیا جو کہ منطقی اور صحیح تھے۔یعنی زبان، تاریخ، ثقافت اور خونی تعلق۔انھوں نے بے شک جب تاریخ اور ثقافت کی بات کی تو یہ اسلام سے متاثر تھی۔ غور طلب بات یہ ہے کہ سرسید احمد خان نے "ہندوستانی مسلمانوں" کو ایک قوم بنانے کا نظریہ صرف اس وقت

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پیش کیا جب ہندوستان کے ہندوؤں نے اپنی زبان الگ کر لی۔ اس لیے کہ سرسید احمد خان کے مندرجہ بالا ارشادات اور دو قومی ارتقاء کے نظریہء کے درمیانی وقفے میں ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے معاملات، نظریات، معاشرت اور رسم و رواج میں کوئی بنیادی تبدیلی تو کجا معمولی سی تبدیلی بھی نہیں آئی تھی، ماسوائے اب دونوں کی زبان ایک نہیں رہی تھی۔ یعنی مرکزی ہندوستان کے ہندوؤں کی زبان ہندی اور مرکزی ہندوستان کے مسلمانوں کی زبان اردو۔ مرکزی ہندوستان کے ہندو ہندی زبان کی بنیاد پر ہندوستانیوں کو ایک قوم اور سرسید احمد خان اور مرکزی ہندوستان کے مسلمان اردو زبان کی بنیاد پر ہندوستانیوں کو ایک قوم بنانا چاہتے تھے۔ صرف اس ایک تبدیلی نے دو قوموں کی تخلیق کی شروعات کر دی۔ یعنی سرسید احمد خان نے، کہ جنہیں "دو قومی نظریہ" کا بانی کہا جاتا تھا، صرف اس وقت ہندوستان کے ہندوؤں اور ہندوستان کے مسلمانوں کو دو علیحدہ قومیں قرار دے دیا جب ان کی زبانیں الگ ہو گئیں۔ اس سے منطقی طور پر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ زبان ہی ایک قوم کی تخلیق کا سب سے بنیادی اور لازمی عنصر ہوتی ہے۔ بہر حال میں یہاں جس بات پر سب سے زیادہ زور دینا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ سرسید احمد خان نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک قوم کا تصور دیا تو اس کی سب سے اہم اور بنیادی وجہ مذہب نہیں تھا بلکہ زبان تھی اور پھر ثقافت، تاریخ اور خونی تعلق۔ جہاں تک ان چاروں عناصر کا تعلق ہے بے شک یہ چاروں عناصر اسلام سے متاثر رہیں گے اور اسلام
کے بنیادی افکار و عقائد سے ہم آہنگ

سرسید احمد خان علی گڑھ کی تعلیمی سروے رپورٹ میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

"تیس برس کے عرصے سے مجھ کو ملک کی ترقی اور اس کے باشندوں کی فلاح کا خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان خیال پیدا ہوا ہے اور ہمیشہ میری یہ خواہش تھی کہ دونوں مل کر دونوں کی فلاح کی کوشش کریں۔ مگر جب سے ہندو صاحبان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ **اردو زبان** اور **فارسی** کو جو مسلمانوں کی حکومت اور ان کی شاہنشاہی ہندوستان کی باقی ماندہ نشانی ہے، مٹا دیا جائے اس وقت سے مجھ کو یقین ہو گیا ہے کہ اب ہندو مسلمان باہم متفق ہو کر ملک کی ترقی اور اس کے باشندوں کی فلاح کا کام نہیں کر سکتے۔ میں نہایت درستی اور اپنے تجربہ اور یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہندو مسلمانوں میں جو نفاق شروع ہوا ہے اس کی ابتداء اسی سے ہوئی"

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdudost.com
UrduDost Library

(سر سید احمد خاں، مولوی عبدالحق، صفحہ ۱۴۶)

سر سید احمد خاں ۱۸۶۷ میں لکھتے ہیں کہ:

"اب تک میں نے جتنے کام کیے وہ ملک کی ترقی اور تمام باشندگان ہند کی فلاح و بہبود کے لیے تھے لیکن جب سے ہندوؤں نے **اردو زبان** کو مٹانے کی کوشش کی تو مجھے یقین ہو گیا کہ اب ہم مل کر کام نہیں کر سکتے"

(سر سید احمد خاں، مولوی عبدالحق، صفحہ ۱۲۵)

اسلام کو نہ تو اس وقت خطرہ تھا جب سر سید احمد خان نے ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک قوم کہا اور نہ اس وقت خطرہ تھا جب انھوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو منطقی بنیادوں پر ایک الگ قوم کی تخلیق پر ابھارا۔ ہاں اسلام کو خطرہ اس وقت ہوتا ہے جب بعض مسلمان اسلام کو براہ راست قومیت کی بنیاد بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اسے استعمال کرتے ہوئے انسانوں، قوموں اور مسلمانوں کو تقسیم کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اسلام کو یہودیت اور پارسی مذہب کے زمرے میں لے آتے ہیں اور اس کی عالمگیریت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہیں پر اسلام خطرے میں آ جاتا ہے۔ اس لیے کہ اسلام ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے ہندوؤں کے لیے بھی آیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ سر سید احمد خان نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک الگ قوم کہا تو اس کا بنیادی محرک اردو زبان تھی اسلام نہیں۔ مزید یہ کہ وہ ایک قوم کی تخلیق میں دلچسپی رکھتے تھے نہ کہ ایک ریاست کی تخلیق میں۔ بعد کے آنے والے رہنما سر سید احمد خان کی گزارشات کی روشنی میں ایک قوم کی تخلیق کا تجربہ کرنا چاہتے تھے اور اپنی اس مخلصانہ کوشش میں انھوں نے ''دو قومی نظریہ'' کی اصطلاح استعمال کی۔ اس کوشش میں نہ جانے کس طرح انھوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک قوم بنانے کے بجائے انھیں تقسیم کر دیا۔ ایک قوم کی تخلیق کے بجائے ایک ریاست کی تخلیق ہوئی اور اس طرح ایک قوم کی تخلیق کا کام ادھورا رہ گیا۔ کیوں کہ ایک قوم کی تخلیق پچاس یا سو برس میں مکمل ہو جانے والا عمل نہیں بلکہ صدیوں پر محیط ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ان لیڈروں میں سے کسی نے بھی قومی سوچ اور بصارت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ وقتی اور سامنے نظر آنے والے فائدوں کو ہی کامیابی سمجھا اور ظاہر ہے گھاٹے کا سودا کیا۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم سر سید احمد خان کی گزارشات کو سمجھیں اور انتہائی سچائی اور ایمانداری کے ساتھ اس کا اطلاق

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پاکستان کی موجودہ ریاست میں کریں تاکہ اس شیطانیت سے بچ سکیں جو ہمیں اور اس عظیم مملکت کو تباہی کے کنارے پر لا چکی ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں نے اپنے قارئین کو بہت واضح طور پر یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ دینِ اسلام ہندوستان کی امت اسلامیہ کی تشکیل کی بنیاد تو بن سکتا ہے مگر "مسلمان قوم " کی تشکیل کی بنیاد ہرگز نہیں بن سکتا۔ اس لیے کہ "مسلمان قوم " نام کی کوئی چیز اس دنیا میں وجود نہیں رکھتی ہے۔ ہاں "مسلمان امت" یا "امت اسلامیہ" کے وجود کو منطقی طور پر تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ اور ہم اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ ایک امت کو اپنی بقاء کے لیے جغرافیائی حدود، ریاست اور قومیت کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی، اس لیے کہ یہ چیزیں ایک امت کی تعریف میں آتی ہی نہیں ہیں۔ اس لیے ہندوستان کے مسلمانوں کو اگر ایک قوم بنانا ہے تو پھر ہمیں منطقی طور پر ایک قوم کی تخلیق کے بنیادی جزیات کو ہی لینا ہوگا یعنی:

* اردو زبان

* ہندوستان کے مسلمانوں کی ثقافت جو کہ یقیناً اپنے خدوخال میں ہندوستانی ہوگی مگر اپنے ارتقاء کے عمل سے گزر کر اسلامی اور ہندوستانی رنگوں کا حسین امتزاج پیش کرے گی

* ہندوستان کے مسلمانوں کی تاریخ جو کہ یقیناً اسلام کے ہندوستان میں آنے سے پہلے اور بعد کے ادوار پر مشتمل ہوگی

* اور پھر آپس کے شادی بیاہ کے ذریعے تعلقات کی استواری جو کہ ایک قوم کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرے گا ہندوستان کے مسلمانوں پر مشتمل ایک قومیت کی تشکیل کے مندرجہ بالا صحیح بنیادی عناصر کے بجائے اگر غلط عناصر، خاص کر مذہب، کو بنیاد بنایا گیا تو جو بھی چیز تخلیق ہوگی وہ تخریب ہوگی۔ جیسا کہ میرے خیال میں پاکستان میں ابھی ہو رہا ہے۔ ہمیں پاکستان کو اس غیر منطقیت سے نکالنا ہوگا۔ ورنہ پاکستان نہ صرف اس خطہء پاک و ہند بلکہ پوری دنیا کے لیے وجہء پریشانی اور اسلام کے لیے وجہء پشیمانی بن جائے گا

قائداعظم نے بار بار اپنی تقریروں میں بھی ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک علیحدہ قوم کہا تو اس کی وجہ صرف اسلام کو قرار نہیں دیا بلکہ منطقی طور پر ایک قوم کی تخلیق کے بنیادی جزیات کو
ہی موضوع بحث بنایا مثال کے طور پر:

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

"We are a nation with our own distinctive culture and civilization, language and literature, art and architecture, names and nomenclature, sense of values and proportion, legal laws and moral code, customs and calandar, history and tradition, aptitudes and ambitions; in short, we have our own distinctive outlook on life and of life. By all canons of international law, we are a nation"

یہاں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ قائداعظم نے جب یہ کہا کہ ہندوستان کے مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں تو اس کی وجہ الگ زبان، تاریخ اور ثقافت کو ہی بتایا اسلام کو نہیں اور زبان کے لیے قائداعظم نے واضح الفاظ میں یہ کہہ دیا تھا کہ پاکستان کے مسلمانوں کی زبان صرف اور صرف اردو ہی ہوگی اور اس طرح انھوں نے اس قوم کی تخلیق کے سب سے بنیادی جز کی طرف وضاحت کر دی تھی
قائداعظم ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"Let me make it clear that the national language of Pakistan is going to be Urdu and no other language. Without onelanguage no nation can remain tied up solidly together"

اب اگر ایک قوم کی منطقی تعریف پڑھیں اور اسے قائداعظم کی قومیت کی مندرجہ بالا تعریف سے متقابل کریں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ قائداعظم نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک قوم کی عالمی اور منطقی تعریف کے حوالے سے پرکھا اور پھر ہندوستان کے مسلمانوں پر مشتمل ایک قوم کی تخلیق کے لیے ان بنیادی جزیات کی وضاحت کی جو ایک قوم کے لیے ضروری ہیں اور پھر انھیں ایک قوم قرار دیا۔ یہاں پر کہیں بھی انھوں نے ایک قوم کی تعریف کے لیے اسلام کو بنیاد نہیں بنایا۔ قائداعظم مزید فرماتے ہیں کہ

''Our religion, our culture and our Islamic ideals are driving force to achieve independence"

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ایک جگہ اور فرماتے ہیں!

"Islam is not merely confined to the spiritual tenets and doctrine or rituals and ceremonies, it is a complete code regulating the whole muslim society, every department of life collectively and individually"

تو مندرجہ بالا یا ان سے ملتے جلتے ارشادات سے یہ نتیجہ کیسے اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام براہ راست قومیت کی بنیاد ہے۔ قائداعظم یہاں اور اس طرح کے بعض ارشادات میں صرف یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اسلام آزادی کے لیے ایک جوش و جذبہ مہیا کرتا ہے۔ اس اور اس جیسے دوسرے ارشادت سے کہیں بھی یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ قائداعظم یہ فرما رہے ہیں کہ صرف اسلام قومیت کی بنیاد ہے۔ ہم یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ قائداعظم کو بھی اس حقیقت کا ادراک تھا اور وہ اس کا برملا اظہار بھی کرتے رہے ہیں کہ اسلام اپنے پیروکاروں کی زندگی کے ہر شعبے میں ان کو رہنمائی دیتا ہے۔ اس طرح وہ ان کے بنیادی نظریات اور زندگی گزارنے کے طور طریقوں پر اپنے اثرات ڈالتا ہے۔ اور یہی کام ایک دین تہذیب کے ذریعے کرتا ہے

میرا اس بات پر یقین ہے کہ بحیثیت مسلمان ہمیں مذہب کو قومی اور ریاستی معاملات میں ملوث کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے

مزید یہ کہ قومیت اور نسل پرستی دو مختلف اسم ہیں اور انھیں آپس میں گڈمڈ کرنے کے بجائے انھیں علیحدہ حقیقتوں کے طور پر دیکھنا چاہیے۔ اسلام نسلی بنیادوں پر انسانوں کی درجہ بندی کے خلاف ہے جبکہ قومیت سے اس کا کوئی تصادم نہیں ہے

اب ہم علامہ اقبال کی طرف آتے ہیں علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ:

چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

علامہ اقبال ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

ہندی ہیں ہم، وطن ہے ہندوستاں ہمارا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

علامہ اقبال یہاں ایک بہت واضح منطق بیان کر رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ امت اسلامیہ کے ایک رکن کی حیثیت سے ساری دنیا ہمارا وطن ہے اور ہمیں اپنی بقاء کے لیے جغرافیائی حدود کی ضرورت نہیں ہے جبکہ اگر ہندوستانی ایک قوم ہے تو ایک قوم کی حیثیت سے ہمیں ایک جغرافیہ یعنی ہندوستان کی ضرورت ہے۔ایک وطن کے لیے ایک قوم کا ہونا ضروری ہے۔یعنی ایک قوم کی تخلیق پہلی شرط ہے اور اس قوم کے لیے ایک وطن کا ہونا بعد کی ضرورت ہوسکتی ہے

علامہ اقبال جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انھوں نے ایک علیحدہ مسلمان ریاست کا خواب دیکھا، اور یہی صحیح ہے کہ انھوں نے صرف ایک مسلمان ریاست کا خواب دیکھا تھا

اور بس، ۱۹۳۰ کے ایک جلسے میں فرمایا تھا:

I would Like to see Punjab, North-West Frontier Province, Sindh and Baluchistan amalgamated into a single state, self goverment within the British Empire or without the British Empire, the formation of a consolidated North-West Indian Muslim state appears to me to be the final destiny of the Muslims, **at least of North-West India**.........................nor should the Hindus fear that the creation of autonomous Muslim state will mean the introduction of a religious rule in such state. I have already indicated to you the meaning of the word religious as appear to Islam. The truth is that Islam is not a church. It is a state conceived as a contractual organism long before Roussea ever thought of such a thing, and animated by an ethical ideal which regard man not as an earth rooted creature defined by this or that portion of the earth, but as a spiritiual being understood in terms of a social mechanism and possessing rights and duties as a living factor in that mechanism-----------------The character of a Muslim State can be judged

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdudost.com
UrduDost Library

from what the Times of India pointed out some time ago in a leader [front-page article] on the Indian Banking Inquiry Committee. "In ancient India," the paper points out, "the State framed laws regulating the rates of interest; but in Muslim times, although Islam clearly forbids the realisation of interest on money loaned, Indian Muslim States imposed no restrictions on such rates." I therefore demand the formation of a consolidated Muslim State in the best interests of India and Islam. For India, it means security and peace resulting from an internal balance of power; for Islam, an opportunity to rid itself of the stamp that Arabian Imperialism was forced to give it, to mobilise its law, its education, its culture, and to bring them into closer contact with its own original spirit and with the spirit of modern times------------**the creation of autonomous state based on the unity of language, race, history, religion and identity of economic interests**, is the only possible way to secure a stable constitutional structure in India ----------------------------We are 70 millions and far more homogeneous than any other people in India. Indeed the **Muslims** of India are the only **Indian people** who can best be described as a nation in modern sense of the word

علامہ اقبال نے ۱۹۳۷ء-۳۸ء کے دوران قائداعظم کو اپنے خطوط میں جن علاقوں کی نشاندہی کی تھی اس میں مشرقی بنگال کو بھی شامل کیا تھا۔مندرجہ بالا ارشادات سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ علامہ اقبال ہندوستان میں رہتے ہوئے یا ہندوستان سے باہر مسلمان اکثریتی علاقوں پر مشتمل ایک مسلمان ریاست کا قیام چاہتے تھے، نہ کہ اسلامی ریاست کا اور نہ ہی ایک قوم کی تخلیق ۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ کم ازکم مسلمان اکثریتی علاقوں کے مسلمانوں کو ثقافتی اور معاشی لحاظ سے تحفظ فراہم کیا جا سکے۔علامہ اقبال ایک جگہ اپنے خط میں فرماتے ہیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdudost.com

UrduDost Library

کہ:

While we are ready to co-operate with other Progressive Parties in the country, we must not ignore the fact that **the whole future of Islam as a moral and political force in Asia rests very largely on a complete organisation of Indian Muslims** (A letter to M.A. Jinnah, March 20, 1937)

شاید علامہ اقبال March 20, 1937 سے پہلے تک تو ایک متحدہ ہندوستان کے بارے میں بھی سوچتے رہے تھے مگر اس کے بعد وہ واضح طور پر صرف اور صرف نسلی، مذہبی اور لسانی بنیادوں پر ہندوستان کی تقسیم چاہتے تھے۔انھوں نے ایک اور جگہ اپنے خط میں فرمایا

In these circumstances it is obvious that the only way to a peaceful India is a redistribution of the country on the lines of **racial**, **religious** and **linguistic** affinities(A letter to M.A. Jinnah, June 21, 1937)

علامہ اقبال ایک اور جگہ اپنے خط میں فرماتے ہیں کہ

To my mind the new constitution with its idea of a single Indian federation is completely hopeless. A seperate federation of Muslim provinces, reformed on the lines I have suggested above, is the only course by which we can secure a peaceful India and save Muslims from the domination of non-Muslims. Why should not the **Muslims of North-West and Bengal be considered as nations** entitled to self determination just as other nations in India and outside India are?

(A letter to Mr Jinnah, June 21, 1937)

علامہ اقبال اپنے خط میں مزید فرماتے ہیں کہ:

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

Personally I think that the **Muslims of North-West India and Bengal ought at present to ignore Muslim minority provinces**. This is the best course to adopt in the interests of both Muslim majority and minority provinces. It will therefore be better to hold the coming session of the league in the Punjab, and not in a Muslim minority province (A letter to M.A. Jinnah, June 21, 1937)

یہاں یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ علامہ اقبال ہندوستان کے تمام مسلمانوں پر مشتمل منطقی بنیادوں پر ایک قوم کی تخلیق کے بجائے صرف شمال مغرب کے مسلمان اکثریتی علاقوں پر مشتمل ایک مسلمان ریاست کا قیام کیوں چاہتے تھے؟ اور اگر وہ ہندوستان کے صرف شمال مغربی مسلمان اکثریتی صوبوں کو باہم ملا کر ایک ریاست قائم کرنا چاہتے تھے اور فی الوقت ہندوستان کے باقی ماندہ مسلمانوں کو ہندوؤں کے رحم و کرم پر چھوڑنے کی بات کر رہے تھے تو پھر انھوں نے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو تمام ہندوستان کے ہندوؤں سے ایک الگ identity یا شناخت کے طور پر کیوں پیش کیا؟ اور اگر ان کی نظر میں وطنیت اسلام کے اصولوں کے خلاف ہے (اس کا اظہار انھوں نے اپنے اشعار اور تحریروں میں کئی بار کیا) اور دنیا کے تمام مسلمان ایک قوم ہیں تو ایک مسلمان قوم (یا امت) کو ایک وطن یا ملک کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے تھی اس لیے کہ ساری دنیا ان کا وطن ہونا چاہیے تو پھر علامہ اقبال نے، کہ جو اتحاد بین المسلمین کے حامی تھے، سارے ہندوستان کے مسلمان تو دور کی بات ہیں، صرف شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ کیوں کیا؟ اسلام نسل پرستی کے انتہائی خلاف ہے اور موجودہ سائنس نے بھی انسانوں کی نسلی بنیاد پر تقسیم کو غلط قرار دے دیا ہے تو پھر انھوں نے ہندوستان کو نسلی، لسانی اور مذہبی بنیادوں پر تقسیم کرنے کی بھرپور اور مسلسل کوششیں کیوں کی؟ ساری دنیا کے باشعور اور منطقی سوچ رکھنے والے مسلمان علماء اور رہنما جب اس بات پر متفق ہیں کہ اسلامی معاشرے کے قیام کے بغیر اسلامی ریاست ممکن نہیں ہے تو پھر بار بار اسلامی یا مسلمان ریاست کے قیام کی باتیں کرنے کے بجائے اسلامی معاشرے کے قیام کی طرف ان کا دھیان کیوں نہیں گیا؟ قومی سوچ کے بجائے ان کی سوچ ریاستی کیوں تھی؟

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdudost.com

UrduDost Library

مندرجہ ذیل چند اقتباسات قارئین کے لیے ملاحظہ ہوں:

"It is **not** the unity of **language** or **country** or the identity of **economic interests** that constitutes the basic principles of our nationality. It is because we all believe in a certain view of the universe... that we are members of the society founded by the Prophet of Islam. Islam abhors all material limitations, and bases its nationality on a purely abstract idea objectified in a potentially expansive group of concrete personalities. It is not dependent for its life principle on the character and genius of a particular people. In its essence it is non-temporal, non-spatial "

(Ibid, p.376, www.ipripak.org/journal/winter2002/llamaiqbal.shtml/#_ftn37)

ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ:

Remember, man can be maintained on this earth only by honouring mankind... **national** unity too is not a very durabledurable force. Only one unity is dependable and that unity is the brotherhood of man, which is above **race**, **nationality**, **colour** or **language** ... So long as men do not demonstrate by their actions that they believe that the whole world is the family of God, so long as distinctions of **race**, **colour** and **geographical nationalities** are not wiped out completely....the beautiful ideals of liberty, equality and fraternity will never materialize

(“Shamloo,” Speeches and Statements of Iqbal, Lahore: Al-Manar Academy, 1948, p.222)

انھوں نے بنگال اور شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو ملا کر ایک قوم کہنے کے بجائے قومیں کہا جس سے یہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdudost.com UrduDost Library

نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ وہ ہندوستان کے مسلمان اکثریتی صوبوں کے مسلمانوں کو بھی ایک قوم کی حیثیت سے نہیں دیکھتے تھے بلکہ شاید ان میں نسل اور زبان کی

بنیاد پر فرق کا ادراک رکھتے تھے

مندرجہ بالا خطوط اور تحریروں سے یہ بلکل واضح ہو جاتا ہے کہ علامہ اقبال نے سیاسی نقطہ نظر سے کبھی بھی ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی نہ تو نمائندگی کی اور نہ ہی اس کا دعوی کیا۔ ان کی شروع ہی سے خصوصی توجہ صرف اور صرف ہندوستان کے مسلمان اکثریت کے شمال مغربی علاقوں کی طرف ایک قوم کی تشکیل کے بجائے صرف ایک ریاست کی تخلیق کے حوالے سے ہی رہی۔ اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ علامہ اقبال صرف شمال مغربی ہندوستان کے مسلمان اکثریتی صوبوں کے ایک عظیم سیاسی اور ریاستی لیڈر تو تھے مگر قومی نہیں۔ کیونکہ شمال مغربی ہندوستان کے مسلمان اکثریتی صوبوں میں ایک نہیں بلکہ کئی قومیں رہتی تھیں اور علامہ اقبال نے کبھی بھی انھیں متحد کر کے ایک قوم کی تخلیق کا نہ تو کوئی عندیہ دیا اور نہ اس سمت میں کوئی واضح حکمت عملی کا اعلان کیا اور نہ ہی ایسے کسی نظریئے کو عملی شکل دینے کی کوشش کی۔ جبکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی یا قومی لیڈر کے طور پر ان کا کردار بلکل بھی واضح نہیں

ہے۔ گویا علامہ اقبال کی سیاست ریاستی سیاست تھی

مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں ہم مندرجہ ذیل نتائج تک پہنچ سکتے ہیں:

سرسید احمد خان ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو ایک زبان، ثقافت، تاریخ، اور خونی رشتے (Blood Relation) کی بنیاد پر ایک قوم میں تبدیل کرنا چاہتے تھے۔ یعنی سیاسی نقطہ نظر سے سرسید احمد خان کی کوششوں کا محور صرف اور صرف ایک قوم کی تخلیق تھا۔ بعد میں ضرورت کے تحت کہ جب ایک قوم تشکیل پا جاتی تو ایک ملک یا وطن کے قیام کی طرف توجہ دی جا سکتی تھی۔ یہاں پر ہم بہت واضح طور پر یہ دیکھ سکتے ہیں کہ سرسید احمد خان کی سیاست قومی سیاست تھی

*اگر ہم قائداعظم کے عملی جدوجہد کے مختلف ادوار کا بغور جائزہ لیں تو یہ بہت واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے کہ گو کہ وہ سرسید احمد خان کے نظریات سے متاثر رہے اور ان کی عملی جدوجہد کے خدوخال سرسید احمد خان ہی کی تعلیمات

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کے مطابق تھے۔مگر جو حاصل ہوا وہ واضح طور پر علامہ اقبال کی خواہشات کے مطابق ہی رہا میرے خیال میں ہمارے رہنماؤں نے جلدی میں نہ جانے کیوں نتائج کی پرواہ کیے بغیر ایک قوم کی تخلیق کے بغیر ایک ملک کی تخلیق کی طرف قدم بڑھا دیے، جو کہ قومی سوچ کے فقدان اور علاقائی اور ریاستی سوچ کی غمازی کرتا ہے۔شاید قائداعظم نے کسی بھی وجہ سے یہ سوچا ہوگا کہ آنے والے پاکستان میں رہنے والے مسلمان ایک قوم کی تخلیق کے عمل کو آگے بڑھائیں گے اور بتدریج ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی اس میں شامل کریں گے۔مگر شاید پاکستان کی ریاستی مشینری میں آنے والے لوگوں کو نہ تو اس کی وضاحت کی گئی، نہ اس کی تربیت دی گئی اور سب سے بڑھ کر شاید یہ پاکستان کی ریاستی مشینری کے مقاصد اور مفادات کے زمرے میں آتا ہی نہیں تھا یا شاید قومی بصیرت کے فقدان نے انھیں کبھی یہ احساس ہی نہیں ہونے دیا کہ ایک متحدہ قوم کی
تشکیل کے بغیر پاکستانی ریاست کا وجود مشکل ہوگا

* انگریز ایک متحدہ ہندوستان کو کسی بھی بنیاد پر توڑنا چاہتے تھے:

"Divide et impera should be the motto of our Indian administration, whether political, civil or military"

"We have maintained our power in India by playing-off one part against the other," the Secretary of State for India reminded Viceroy, Lord Elgin (1862-63)" and we must continue to do so. Do all you can, therefore, to prevent all having a common feeling"

"The policy of divide and rule required a considerable degree of manipulation". Lord Dufferin, Viceroy (1884 -88), was advised by the Secretary of State in London that " The division of religious feelings is greatly to our advantage"

Lord Curzon (Governor General of India 1895-99 and Viceroy 1899-1904,

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

d.1925) was told by the Secretary of State for India, George Francis Hamilton, that they "should so plan the educational text books that the differences between community and community are further strengthened" (http://india_resource.tripod.com/hist-2nation.html)

* شاید انگریز اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس لیے کہ پاک و ہند کے رہنماؤں نے نسلی اور مذہبی عصبیت کے زیر اثر ہندوستان کے مسلمانوں پر مشتمل ایک قوم کی تخلیق کی تحریک پر سے مسلمانوں کی توجہ ہٹا دی اور انھیں پہلے ۱۹۴۷ء میں دو حصوں میں اور پھر ۱۹۷۱ء میں تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو نہ صرف یہ بلکہ بعد کے آنے والے رہنما وہاں ایک ایسی ریاست قائم نہ کر سکے کہ جو اپنے شہریوں کے حقوق کا تحفظ کر سکتی اور بار بار اپنی جغرافیائی حدود میں موجود قوموں کے ساتھ مسلسل تصادم نے بالآخر پاکستانی ریاست اور معاشرے کو بہت کمزور کر دیا ہے۔ ان قوموں کو باہم ملا کر ایک قوم بنانا تو دور کی بات ہے بذات خود ان کے اندر بڑی گہری دراڑیں ڈال دی ہیں۔ اس ملک کے شہریوں کو لسانی، مذہبی اور نسلی بنیادوں پر واضح طور پر تقسیم کر دیا ہے۔ اب پاکستان میں علیحدگی پسندوں کی نئی کھیپ تیار ہو چکی ہے۔ سرائیکی، بلوچی، ہندکوہ، مہاجر، پختون وغیرہ بہت جلد لسانی یا مذہبی بنیادوں پر ریاستی اور جغرافیائی تقسیم یا آزادی کی طاقتور تحریکیں شروع کر دیں گے۔ یہ آنے والا وقت بتائے گا کہ مزید تقسیم کی اور کون کون سی لسانی، مذہبی اور نسلی توجہات ظہور پذیر ہوں گی یہاں تک ہم قوم کی تعریف کو اچھی طرح سے سمجھ چکے ہیں اور "دو قومی نظریہ" کو بھی۔ اب میں "ریاست" اور پھر نظریہء پاکستان کے حوالے سے کچھ وضاحتیں کرنا چاہوں گا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

﴿ریاست اور نظریہ ء پاکستان﴾

نظریہ ء پاکستان بنیادی طور پر ایک ریاستی نظریہ تھا

اس نظریہ کو پیش کرنے والوں کے مطابق ہندو اور مسلمان دو علیحدہ قومیں ہیں کیونکہ ان کی ثقافت مختلف ہے، ان کا مذہب مختلف ہے، اور ان کی تاریخ مختلف ہے۔ اس لیے یہ دونوں قومیں ایک ساتھ نہیں رہ سکتی ہیں اور ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک علیحدہ وطن کی ضرورت

ہے۔ جہاں وہ اسلامی اصولوں اور قوانین کے تحت زندگی گزار سکیں

اس نظریئے کا سب سے حیرت انگیز نکتہ یہ ہے کہ وجہ (Ca use) قومیت بتائی جا رہی ہے اور نتائج (Effect) ریاستی حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مزید یہ کہ ہندو مذہب کے ماننے والوں نے کبھی خود کو قوم نہیں کہا مگر ان کے بار بار انکار پر بھی انھیں قوم قرار دیا جا رہا ہے۔ مزید برآں منطقی تعریف کے حوالے سے ہندومت اور اسلام کے ماننے والوں کو بالترتیب ہندو اور مسلمان کہا جاتا ہے مگر انھیں قوم کے معنوں میں استعمال کیا جارہا ہے۔

بہرحال اگر اس حوالے سے بھی دیکھا جائے تو بنگلہ دیشی اور ترکش لوگوں زبان مختلف ہے، ان کی ثقافت مختلف ہے اور ان کی تاریخ مختلف ہے، ہاں ان کا صرف مذہب ایک ہے۔ جبکہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں زبان، ثقافت اور تاریخ کے ساتھ مذہب بھی مختلف ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس نظریئے کے حوالے سے قومیت کے مجوزہ نظریئے کو مان بھی لیا جائے تو ہندو اور مسلمان دو مختلف قومیں صرف اس لیے ہونگی کہ ان کا مذہب مختلف ہے اور یہی اصول موجودہ نظریہ پاکستان کی اساس ہونا چاہیے۔ یعنی صرف مذہب یا دینِ اسلام کو نظریہ پاکستان کی بنیاد ہونا چاہیے اور زبان، ثقافت اور تاریخ کو اس نظریہ سے نکالنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ مسلمان صرف غیر مسلموں سے زبان، ثقافت اور تاریخ کے حوالے سے مختلف نہیں ہیں بلکہ مسلمان خود ایک دوسرے سے اس

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

حوالے سے مختلف ہیں۔ چاہے وہ ہندوستانی مسلمان ہی کیوں نہ ہوں۔ جیسے بلوچی، سندھی، پنجابی، پٹھان اور کشمیری وغیرہ۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا مذہبِ اسلام ایک ریاست یا قومیت کی بنیاد بن سکتا ہے؟

میری مندرجہ بالا دلیلوں کے حوالے سے دو طرح کے طبقہ فکر رکھنے والے سامنے آتے ہیں۔ایک وہ جو یہ کہہ سکتا ہے کہ پاکستان کی اساس میں زبان، ثقافت اور تاریخ کا فرق بھی اتنی ہی بنیادی حیثیت رکھتا ہے جتنا کہ مذہب۔اور یہ کہ ہاں جس طرح ہندوستان کے ہندو اور مسلمان مختلف مذہب، زبان، ثقافت اور تاریخ کی وجہ سے ایک ساتھ نہیں رہ سکتے ہیں اسی طرح بنگلہ دیشی اور ترکش مسلمان بھی ایک ساتھ نہیں رہ سکتے ہیں کیونکہ ان کی زبان، ثقافت اور تاریخ مختلف ہے۔مگر ان کے درمیان ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے مقابلے میں اختلاف کم ہوگا اس لیے کہ ان کا مذہب ایک ہے۔دوسرا طبقہ فکر وہ کہ جو کہہ سکتا ہے کہ صرف مذہب بھی مختلف زبان، تاریخ اور ثقافت والوں کو ایک قوم بنا سکتا ہے۔ان دونوں نظریات کو اگر صحیح مان لیا جائے تو:

پاکستان میں بنگالی، پنجابی، سندھی، پشتون اور بلوچی صرف مذہب کے حوالے سے ایک دوسرے سے مماثلت رکھتے ہیں جبکہ ان کی زبان، تاریخ اور ثقافت مختلف ہے تو پھر یہ کیسے ساتھ رہ سکتے ہیں اور ہوا بھی یہی، بنگالی الگ ہو گئے اور باقی قومیں الگ ہونے کے لیے تیار بیٹھی ہیں؟؟؟؟؟

ترکی میں ۵ فیصد لوگ غیر مسلم ہیں اور ۹۵ فیصد لوگ مسلمان ہیں۔ان کی زبان، تاریخ ایک ہے، ثقافت بھی تقریباً ایک ہے، مگر ان کا مذہب مختلف ہے۔اور وہ صدیوں سے ساتھ رہ رہے ہیں۔اسی طرح بنگلہ دیش میں ۸۵ فیصد لوگ مسلمان اور ۱۵ فیصد لوگ ہندو ہیں۔ان کی زبان، تاریخ اور ثقافت ایک ہے مگر ان کا مذہب مختلف ہے اور وہ صدیوں سے ساتھ رہ رہے ہیں۔جبکہ یہی بنگلہ دیشی مغربی پاکستانیوں سے ہر لحاظ سے مختلف تھے سوائے مذہب کے اور وہ پچیس سال بھی ساتھ نہیں رہ سکے؟؟؟؟؟۔ہندوستان میں ۱۵ فیصد مسلمان اور ۷۵ فیصد ہندو ہیں اور وہ اب تک ساتھ ہیں

ان علماء اور رہنماؤں کی دی ہوی قومیت کی تعریف کے مطابق جس طرح ایران، ترکی وغیرہ کے مسلمانوں نے ایک الگ ملک بنا لیا، اسی طرح ہندوستان کے اکثریتی علاقوں کے مسلمانوں نے بھی ایک الگ ملک یعنی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پاکستان بنالیا ہے میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ مسلمان ممالک اسلام کے نام پر وجود میں آئے تھے؟

ان مذہبی رہنماؤں اور عالموں ہی کا دعوی ہے کہ پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے کہ جو ایک مذہب کے نام پر بنا ہے۔ بہت ہی حیرت انگیز بات ہے! یہی تو ہیں وہ کرشمہ سازیاں Infinite Loop Error کی کہ انسانی عقل دنگ رہ جائے۔ اگر مذہب اور دین کی منطقی تعریفوں کا موازنہ کیا جائے تو:

مذہب اس کائنات کی تخلیق کے مقاصد کے حوالے سے عقائد، اخلاقیات، اور عبادات کا ایک مجموعہ ہوتا ہے جس کی بنیاد ایک روحانی رہنما کی تعلیمات ہوں۔ اس تعریف کی روشنی میں یہ دعوی انتہائی غیر منطقیت ہے کہ مذہب ایک ریاست کی بنیاد ہوسکتا ہے۔ مذہب کا ریاست سے کیا تعلق۔ اس طرح سے یہ جملہ کہ

پاکستان مذہب کے نام پہ بنا ہے

سوائے غیر منطقیت اور لاعلمی کے اور کیا ہے؟

دین ایک معاشرے پر براہ راست اثر انداز ہونے کے بجائے ایک ثقافت یا تہذیب کے ارتقاء کے ذریعے اثر انداز ہوتا ہے۔ اور اس کا واحد مقصد ایک بین الاقوامی معاشرے کا قیام ہوتا ہے۔ اس شعور کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ بلکل واضح ہے کہ ایک دین ایک ریاست کی تخلیق کی بنیاد بن ہی نہیں سکتا ہے۔ اس طرح سے اسلام کو اگر دین کے زمرے میں لیا جائے تو اسلام ثقافت یا تہذیب کے ارتقاء کے ذریعے دراصل ایک معاشرے کی تربیت کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جہاں معاشرہ ہوگا وہاں ریاست بھی ہوگی۔ اور چونکہ ایک ریاست کا مزاج اس کا متعلقہ معاشرہ بناتا ہے اس لیے ایک اوسط شعور کو ایک اسلامی معاشرے کی ریاست اسلامی ریاست محسوس ہوتی ہے۔ حضرت محمدؐ نے اپنے ساتھیوں کی مدد کے ساتھ مدینے کے ایک چھوٹے سے معاشرے کی تعلیم و تربیت میں تقریباً بیس سال لگائے، تب کہیں جا کر ایک صالح معاشرہ قائم ہوا۔ چونکہ ایک ریاست کا مزاج ایک معاشرہ بناتا ہے اس لیے وہ ریاست جو مدینے میں قائم ہوئی اس کا مزاج ایک اسلامی معاشرے نے بنایا۔ وہاں اسلامی ریاست نہیں بلکہ صرف ریاست تھی اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ مدینے کی ریاست میں ہر مذہب کے ماننے والوں کے لیے علیحدہ قانون نافذ تھا۔ مزید یہ کہ جہاں تک میرا شعور کام کرتا ہے قرآن میں کہیں پر بھی مسلمانوں کو اسلامی ریاست کے قیام کا حکم یا ترغیب نہیں دی گئی ہے۔ اس لیے یہ ایک بہت اہم

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بات ہے کہ اگر مکمل طور پر ایک اسلامی معاشرہ قائم ہو چکا ہو تو بھی اسلامی ریاست قائم نہیں کی جا سکتی ہے تاوقتیکہ وہاں سو فیصد مسلمان آباد ہوں۔ منطقیت تو یہ ہے کہ جہاں سو فیصد اسلامی معاشرہ قائم ہوگا وہاں ریاست کا مزاج خود بخود اسلامی ہو جائے گا اور اس کے لیے کسی جدوجہد کی ضرورت نہیں ہوگی۔ جدوجہد کا رخ صرف اور صرف اسلامی معاشرے کے قیام کی طرف ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ ریاست مسلمان یا ہندو یا عیسائی نہیں ہوتی ہے۔ ریاست صرف اور صرف ریاست ہوتی ہے۔ اس لیے اسلامی ریاست کے لیے عسکری جدوجہد کرنے والے یا تو اسلام اور ریاست کی منطقی تعریفوں سے ناواقف ہیں یا پھر ان کے مقاصد اسلام نہیں کچھ اور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں ان مسلمان علماء اور رہنماؤں سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ

اسلامی ریاست کے قیام کو پاکستان کی بنیاد بنالینا کیسی منطق ہے؟

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کا حصہ بننے والے علاقوں میں اسلامی معاشرے کا کوئی قابل قدر وجود نہ تھا جغرافیائی حدود اور ریاست کی تشکیل ایک غیر مستقل phenomena ہے۔ ریاست کا مذہب اور قومیت سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کا انحصار جغرافیائی حدود اور اس کے اندر رہنے والے شہریوں پر ہوتا ہے۔ کیوں کہ سرحدوں کی تبدیلی سے ایک ریاست براہ راست متاثر ہوتی ہے۔ اس لیے یہ ناپائیدار ہوتی ہے اور ہمیشہ تغیر کا شکار رہتی ہے اور اس کا دائرہ اثر بھی صرف اپنی سرحدوں تک محدود ہوتا ہے۔ اب ایک ریاست چونکہ time conscious نہیں ہوتی ہے اس لیے کبھی بھی طویل المدتی معاملات کا ادراک نہیں کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ریاست قومی مفادات کے حوالے سے نہ تو کوئی سوجھ بوجھ رکھ سکتی ہے اور نہ رکھنا چاہتی ہے (ایسی سوجھ بوجھ شاید ایک انتہائی تعلیم یافتہ اور Clear Mind رکھنے والی ریاست ہی کا طرہء امتیاز ہو سکتا ہے)۔ ایک ریاست کا مزاج اپنی ریاستی مشینری کے اکثریتی اراکین کے مزاج سے بنتا ہے اور وہ صرف انھیں کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے اور انھیں کے لیے کام کرتی ہے۔ ایک کامیاب کثیر القومی ریاست کی ضامن تعلیم یافتہ شہریوں کے ساتھ ساتھ جمہوری ادارے اور ایک آزاد عدلیہ ہے۔ کیوں کہ ایک آزاد عدلیہ ہی ایک ریاستی مشینری کو اس کے اختیارات کی حدود میں رکھ سکتی ہے اور ریاست اور شہریوں کے تصادم کے امکانات کو کم کر سکتی ہے۔ اس طرح اس ریاست کے شہری وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک پرامن ماحول میں ایک قوم کی تخلیق

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کرتے ہیں۔ بلکل اسی طرح جیسے ایک شادی شدہ جوڑا ایک پرامن ماحول والے گھر میں رہتے ہوئے ایک خاندان کی تخلیق کرتا ہے۔ جب کہ ایک جاہل کثیر القومی معاشرے والی ریاست میں سوائے تعمیر و ترقی کے کچھ بھی ممکن ہے اسی لیے میں سمجھتا ہوں کہ:

قانون سازی بے شک ریاست کے اختیار میں ہو مگر اس کی منظوری معاشرے کا حق یا اختیار ہو اور عدلیہ ریاست سے بالاتر ہو۔ یا یوں کہہ لیں کہ ریاست عدلیہ کے تابع ہو اور یہ دونوں معاشرے کے۔ انھیں معاشرے کے تابع لانے کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں، جیسے کہ ہر قانون کے نفاذ کے لیے ریفرنڈم وغیرہ۔ ایک کثیر القومی معاشرے میں یہ اختیار مساوی نمائندگی کی بنیادوں پر ہونا چاہیے نہ کہ آبادی کے تناسب سے۔ اس مساوی نمائندگی کی بنیاد ریاست کی کنفیڈریٹنگ اکائیاں بھی ہوسکتی ہیں

چونکہ عموماً ایک ریاست کے اندر قومی سوچ کا فقدان ہوتا ہے، اس لیے اکثر اوقات ایک ریاستی مشینری آمروں اور غیر جمہوری قوتوں کا بہترین آلہء کار رہتی ہے۔ اگر یہ طاقتور ہو تو بین الاقوامی سطح پر یہی ریاست دوسری ریاستوں کا استحصال کر سکتی ہے۔ جبکہ ایک کثیر القومی ریاست کے اندر اکثریت رکھنے والی قوم یا قومیں اقلیتی قوموں کے استحصال کی مرتکب ہوسکتی ہیں۔ جمہوریت ایک ریاست کے مزاج کو معاشرے کے مزاج کے مطابق ڈھالنے میں کافی معاون ثابت ہوتی ہے۔ مگر ظاہر ہے معاشرے کو ترقی اور خوشحالی کی طرف لے جانا صرف ایک تعلیم یافتہ معاشرے کے ہی بس کی بات ہے، نہ کہ ایک آمر کے اور نہ ہی ایک جمہوری حکومت کے اگر ایک ریاست کے کردار کا ہمیں بخوبی اندازہ ہو چکا ہے اور اگر ہم ایک ریاست، ملک، معاشرے اور قوم کے درمیان فرق کو سمجھ چکے ہیں تو اس بات کا بہ آسانی ادراک کر سکتے ہیں کہ علامہ اقبال نے جب ایک مسلمان ریاست کی تخلیق کی تجویز دی تھی تو انھیں چاہیے تھا کہ کم از کم اس ریاست میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے باہم ایک قوم کے ارتقاء کا مکمل اور جامع نظام بھی تجویز کرتے۔ یہ درست ہے کہ تخلیق پانے والے پاکستان میں واضح طور پر کم از کم پانچ قومیں متحرک ہوتیں اور انھیں ایک قوم بننے میں ایک عرصہ درکار رہتا۔ مگر یہ بھی درست ہے کہ ان کی تجویز کردہ ریاست میں چار یا پانچ قومیں اپنی انفرادی حیثیت میں زیادہ عرصہ ساتھ نہیں چل سکتی تھیں خاص کر جبکہ تقریبا پورا کا پورا معاشرہ جہالت اور تخریب کی گرفت میں تھا اور اس کا اظہار وہ اپنی تحریروں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں کر چکے تھے۔مزید برآں ان کی تحریروں سے صاف نظر آتا ہے کہ وہ ہندوستان کی ہندو اکثریتی ریاستی مشینری سے کافی خائف تھے مگروہ شاید یہ نہیں جانتے تھے کہ بننے والے پاکستان میں پنجاب کے مسلمان ریاستی مشینری میں واضح اکثریت حاصل کرلیں گے اوراس طرح سے اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کے استحصال کا ذریعہ بنیں گے،بلکل اسی طرح جس طرح ہندوستان کی ہندوریاستی مشینری ہندوستان کے مسلمانوں کے استحصال کا ذریعہ بنتی۔اس طرح سے ایک مسلمان ریاست کا استحصالی
رو یہ انھیں کبھی ایک قوم نہیں بننے دے گا

ریاست کے حوالے سے قائداعظم کا کردار گو کہ ہندوستان کے مسلمان اکثریتی صوبوں کے مسلمانوں کے ایک عظیم رہنما کے طور پر بہت واضح ہے مگرایک قومی لیڈر کی حیثیت سے دھندلا سا ہی ہے۔جبکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے ایک قومی لیڈر کے طور پر ان کا کرداراور بھی کمزور نظر آتا ہے۔کیونکہ انھوں نے اگرچہ اردو کو بنیاد بنا کر پاکستان کے شہریوں کو یکجا کر کے ایک قوم کی تخلیق کا عندیہ تو دیا تھا مگران کی سیاسی زندگی میں کوئی بھی ایسی مربوط اور منظّم کوشش نظر نہیں آتی کہ انھوں نے اپنے ساتھیوں اور سیاسی کارکنوں کو اس
حوالے سے کوئی قابل قدر تعریف، وضاحت اور تربیت دی ہو

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے رہنماؤں نے صرف ایک ریاست یعنی پاکستان کی تخلیق کی تھی،جس کا مقصد شمال مغربی ہندوستان کے مسلمان اکثریتی صوبوں میں رہنے والی قوموں کے مفادات کا تحفظ تھا۔اس پوری تحریک کی بنیاد یہ خوف تھا کہ ہندو چونکہ اکثریت میں ہیں اس لیے ہندوستان کی ریاستی مشینری ان کے استحصال کا موجب بنے گی

ایسا سوچتے وقت ہمارے رہنما شاید یہ بھی بھول گئے کہ ریاست کا براہ راست تعلق نہ تو قومیت سے ہوتا ہے نہ مذہب سے بلکہ اپنی ریاستی مشینری میں موجود اکثریتی ارکان کے مزاج اور مفادات سے ہوتا ہے۔جس طرح ہندوستان کے ہندو ہندوستان کی ریاستی مشینری کو ہندوستان کے تمام مسلمانوں کے استحصال کے لیے استعمال کر سکتے تھے،اسی طرح پاکستان کی ریاستی مشینری بھی پاکستان کے اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کے استحصال کا ذریعہ بن سکتی تھی۔فرق صرف مذہب اور قومیت کا ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یہی وجہ ہے کہ میں ایک متعلقہ علاقے میں ریاست کی تخلیق سے پہلے ایک قوم کی تخلیق ضروری سمجھتا ہوں

ریاست کی مندرجہ بالا تفسیر کے حوالے سے اگر ہم سر سید احمد خان کی طرف دیکھیں تو ہمیں ان کی پوری زندگی قومی جدوجہد سے بھرپور ملتی ہے۔ ان کے نظریات، تعلیمات اور عملی جدوجہد اور تحریکیں ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی بحیثیت ایک قوم کی تخلیق اور ارتقاء کے حوالے سے ہی متعلق رہیں نہ کہ ہندوستان کے کسی مخصوص علاقے کے مسلمانوں کے حوالے سے۔ گو کہ اپنی تصانیف میں وہ ریاست، معاشرے اور قوم میں فرق کے حوالے سے پاک و ہند کے مسلمانوں کو واضع تعلیم نہ دے سکے، ہندو پاک کے مسلمانوں کی پوری تاریخ میں صرف سر سید احمد خان کی شخصیت میں ہی ہمیں ایک بہت با اثر نہ سہی مگر ایک قومی لیڈر ضرور نظر آتا ہے۔ اب تک سر سید احمد خان کا خواب پورا نہ ہو سکا۔ وہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو ایک زبان کی بنیاد پر ایک قوم بنانا چاہتے تھے اور وہ سائنسی تعلیم کو ہی مسلمانوں

کی ترقی کا واحد حل سمجھتے تھے

اسلامی ریاست یا معاشرہ؟

یہاں پر میں ایک انتہائی اہم عنصر کی نشاندہی کرنا چاہوں گا کہ جس نے پوری پاکستانی ریاست کو جڑوں سے ہلا کر رکھ دیا ہے۔ یہ عناصر وہ مذہبی رہنما ہیں جو پاکستان میں اسلامی ریاست کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں یا یوں کہہ لیں کہ ریاست پر ایک مخصوص سوچ کے ساتھ قبضہ کرنا چاہتے ہیں تا کہ اپنا ایجنڈا بزور طاقت نافذ کر سکیں۔ میری ان سے یہ درخواست ہے کہ اگر ان کا مقصد فلاحی ہے تو پہلے وہ اسلامی معاشرے کا قیام عمل میں لائیں، اس لیے کہ ایک ریاست پر کسی ایسے طبقۂ فکر کا اگر براہ راست کنٹرول ہو جاتا ہے کہ جس کی بنیادیں متعلقہ معاشرے یا اس کے کسی حصے میں نہ ہوں تو اسی مناسبت سے براہ راست تصادم کی صورتحال

پیدا ہونا لازمی ہے (یہی وجہ ہے کہ اس ملک میں آمریت کے ساتھ ساتھ جمہوریت نہ تو کامیاب ہوئی اور نہ ہوگی) پاکستان کا موجودہ معاشرہ مکمل طور پر شیطانیت کے زیر اثر ہے۔ رشوت، لاقانونیت، اقرباء پروری، اہلیت کا استحصال، بے ایمانی، ملاوٹ، جھوٹ، کوٹہ سسٹم وغیرہ اور سب سے بڑھ کر جہالت۔ یہ سب شیطانیت نہیں تو کیا ہیں؟ چونکہ ایک ریاست کا مزاج اس کا متعلقہ معاشرہ ہی بناتا ہے، اس لیے اب چاہے اس ریاست کا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نام اسلامی ریاست رکھیں یا غیر اسلامی ریاست، فرق نہیں پڑتا ہے۔ راج شیطانیت کا ہی رہے گا اور بدنام اسلام ہوگا۔ پہلے اسے شیطانیت کے اثر سے نکالیں اور اسلامی معاشرے کا قیام عمل میں لائیں پھر انھیں مزید جدوجہد کی ضرورت ہی نہیں ہوگی، اس لیے کہ ریاست کا

مزاج خود بخود اسلامی بن جائے گا

جس طرح ایک انجینئر یا ڈاکٹر کے بننے میں برسوں کی تعلیم اور تربیت کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ایک مسلمان کے بننے میں بھی برسوں کی ریاضت، تعلیم اور تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح ایک گروہ کو انجینئرنگ یا ڈاکٹری کی تعلیم و تربیت دیے بغیر متعلقہ شعبے میں کام کرنے کی اجازت دینا اس ادارے کی تباہی ہوگا، اسی طرح ایک معاشرے کے لوگوں کو مکمل اور جامع طور پر اسلام کی تعلیم دیے بغیر اور تربیت اور ریاضت سے گزارے بغیر ایک اسلامی ریاست کے ذریعے اسلامی معاشرے کے قیام کی کوششیں صرف منفی نتائج دیں

گی، یعنی میں سمجھتا ہوں کہ

اسلامی ریاست کے قیام سے پہلے اسلامی معاشرے کا قیام ضروری ہے اور اس کا قیام ہتھیاروں سے نہیں بلکہ سائنسی تعلیم و تربیت کے ایک جامع نظام سے ہی ممکن ہے

میں ان لوگوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ جو تبدیلی لانا چاہتے ہیں وہ ہتھیاروں سے نہیں آ

سکتی۔ اس تبدیلی کا راستہ صرف اور صرف سائنسی علوم سے ہو کر گزرتا ہے اسلیے کہ

سائنس اللہ کے تخلیق کردہ طبعی قوانین کا علم ہے اور یہ طبعی قوانین اللہ کی مرضی ہیں اور چونکہ اللہ کی مرضی کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا ہے اس لیے ان طبعی قوانین کے جامع علم کے بغیر مسلمان اس دنیا میں ہرگز سرخرو اور کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں

اسلام کے یہ جنگجو جتنی جلدی یہ بات سمجھ جائیں اتنا اچھا ہے۔ انھیں ہتھیاروں کے garrisons تعمیر کرنے کے بجائے اسلامی تعلیم و تربیت کے ساتھ سائنسی علوم کے عظیم ادارے اور universities قائم کرنی چاہیے۔ ان کے ہاتھوں میں ہتھیاروں کے بجائے کتابیں ہونی چاہیے۔ ان کے ہیرو مسلمان سائنسداں اور وہ علمائے کرام

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہونے چاہیں کہ جنھوں نے ہندوستان میں اسلام کا پیغام پہنچایا اور اسلامی معاشروں کے قیام کی کوششیں کیں، نہ کہ ریاستی تسلط کے خواہاں جنگجو، ہوس گیر، خود غرض اور تنگ نظر سپہ سالار و سلاطین۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

﴾تعلیم اور ترقی﴿

صحیح اور سائنسی تعلیم و تربیت ہی ایک قوم کی تعمیر اور ترقی کا واحد راستہ ہے

ایک ریاست کی تخلیق یا تبدیلی ایک قوم کو ترقی یافتہ نہیں بنا سکتی۔ جغرافیائی آزادی اگر معاشی اور سماجی طور پر ترقی یافتہ ہونے کی بنیاد ہوتی تو پاکستان ہندوستان سے الگ ہو کر بہت ترقی یافتہ ہو جاتا اور بنگلہ دیش تو اس سے بھی زیادہ ترقی یافتہ ہوتا۔ مگر حقیقتاً حالات اس کے بلکل برعکس ہیں۔ ہندوستان پاکستان اور بنگلہ دیش دونوں سے کئی گنا زیادہ طاقتور اور ترقی یافتہ ہے۔ مثال کے طور پر آج ہندوستان کا foreign reserve پاکستان سے تقریباً تیس گنا زیادہ ہے، جبکہ صنعتوں کا حجم پاکستان سے کئی سو گنا زیادہ ہے۔ پاکستان ایک سال میں جتنے ڈاکٹرز، انجینئرز اور سائنسداں پیدا کرتا ہے ہندوستان ان سے زیادہ تعداد صرف ایک دن میں پیدا کر رہا ہے۔ ایک سال میں پوری اسلامی دنیا جتنے ڈاکٹرز، انجینئرز اور سائنسداں پیدا کرتی ہے، ہندوستان ان سے زیادہ تعداد پیدا کرتا ہے۔

ہمارے بعض علاقائی اور صوبائی رہنما جدو جہد کی جس تحریک کا حصہ ہیں وہ ایک ریاستی معاملہ ہے۔ شاید وہ یہ جانتے تک نہیں ہیں کہ وہ ریاست پر غلبے یا اقتدار کی جدو جہد میں مصروف ہیں اور ان کے عزائم شعوری یا لاشعوری طور پر ریاستی ہیں۔ بلکل اسی طرح سے جس طرح شیخ مجیب الرحمان کے عزائم اور مقاصد تھے۔ اس نے معاشرے اور ریاست کے تصادم کو غیر منطقی طور پر قومی رنگ دے کر ایک پاکستانی ریاست کو بنگال ریاست سے تبدیل کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اس کوشش نے صرف یہی حاصل کیا۔ چونکہ جدو جہد قومی مفادات کے حصول کے رخ میں نہیں تھی اسی لیے بنگالیوں کی عام حالت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

مجیب الرحمان اگر قومی شعور کے ساتھ قومی سطح پر جدو جہد کرتا تو اس کی کوششوں کا رخ پاکستانی ریاست سے تصادم کے بجائے بنگالی قوم کی تعلیمی سطح کو بلند کرنے کی طرف ہوتا۔ اور یہی طرز عمل اور سوچ اس کی قوم کو پورے پاکستان کے سیاہ و سفید کا مالک بنا دیتی۔ بیشک اس میں کچھ وقت لگتا مگر حاصل ایک دیرپا کامیابی ہوتی۔ یہی تو مشکل ہے کہ ریاستی عناصر دور اندیشی اور قومی ادراک سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اسی لیے ان کا معاملات کو

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

برتنے کا طریقہ بہت ہی ناپائیدار اور وقتی مفادات کے زیر تحت ہوتا ہے اور اکثر قومی نقصان کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ پاکستان کے علاقائی وصوبائی وڈیروں ، جاگیرداروں، عالموں اور رہنماؤں سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ اپنے لوگوں کی معاشی اور سماجی حالت سدھارنے کے لیے قومی کردار ادا کریں۔ ریاستی جوڑ توڑ اور تصادم میں وہ بنیادی مقصد سے دور ہو جائیں گے۔ اگر ان کا مقصد ریاست پر قبضہ کرنا ہے تو وہ شاید ایسا کرنے میں کامیاب ہو بھی جائیں مگر اس کامیابی سے نہ ان کی قوم کی حالت سدھرے گی اور نہ تقسیم در تقسیم کا یہ سلسلہ رکنے والا ہے۔ یہ چکر چلتا ہی رہے گا۔ کیا لسانی بنیادوں پر پاکستان کے ٹوٹنے کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ اگر ہندوستان مداخلت نہ بھی کرے تو بھی پنجاب پھر ٹوٹے گا سرائیکی، پوٹھواری اور لاہوری خطوط پر۔ بلوچستان پھر ٹوٹے گا بروہی، بلوچی، پشتون اور مکرانی خطوط پر۔ سرحد پھر ٹوٹے گا پشتون اور ہزاروی خطوط پر، اور سندھ پھر ٹوٹے گا مہاجر، بلوچی اور سندھی خطوط پر۔ ریاستوں کا استحصالی رویہ برقرار رہے گا۔ بغاوتیں ہوتی رہیں گی۔ آزادی کی جنگیں لڑی جاتی رہیں گی، کہیں مذہبی بنیادوں پر اور کہیں لسانی بنیادوں پر۔ جہالت کے علمبرداروں اور غیر منطقی ذہنوں کے مالک رہنماؤں اور عالموں کے غیر منطقی فیصلوں کے نتیجے میں غیر منطقیت کا شیطانی ناچ چلتا رہے گا اور اس خطے کے لوگ یہ ناچ ناچتے رہیں گے۔ اگر علاقائی وصوبائی عالموں اور رہنماؤں کا مقصد اپنی قوم کی حالت سدھارنا ہے تو صحیح راستہ علم کا راستہ ہے۔ انھیں چاہیے کہ گاؤں گاؤں سائنسی علوم کے مراکز کھولیں اور اپنی قوم کو تعلیم کے اعلیٰ معیار کے ساتھ سو فیصدی تعلیم یافتہ بنانے میں اپنا قومی کردار ادا کریں۔ یہ کام شاید اگلے چالیس پچاس سال میں مکمل ہوگا مگر پھر جو قوم ابھرے گی وہ پاکستان کی ریاست کے ایوانوں میں ایک باعزت اور طاقتور عنصر کے طور پر نمائندگی حاصل تو کرے گی ہی مگر بحیثیت ایک قوم معاشی اور سماجی طور پر ترقی یافتہ ہوگی۔ اور دنیا میں جرمن، فرانسیسی اور دوسری باعزت قوموں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر پہچانی جا سکے گی۔ جبکہ پہلا راستہ انھیں وہی بنا دے گا جو آج کا پاکستان اور بنگلہ دیش ہے۔ اگر میرے یہ بھائی اپنی قوموں کی حالت کے سدھار کے اس منطقی حل سے متفق ہیں جو میں نے تجویز کیا ہے تو یہی صحیح راستہ ہے، اگرچہ کہ اس کا پھل شاید وہ نہ کھا سکیں مگر ان کی اولادیں ضرور وہ مقام حاصل کرلیں گی جس کے وہ متمنی ہیں۔ یاد رہے کہ سائنسی اور منطقی علم میں پیچھے رہ جانے والی قوموں کے ریاستی رہنماؤں کا بھی وہی حشر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdudost.com UrduDost Library

ہوتا ہے جو ان کی قوموں کا۔ ذلت صرف ایسی قوموں کے مقدر میں نہیں آتی ہے بلکہ ان کے ریاستی رہنما بھی اس کا مزہ چکھتے ہیں۔ اپنی قوم کو سائنسی تعلیم کے میدان میں پیچھے رکھنے والے ریاستی عناصر دراصل خود اپنی خرابی اور ذلت ورسوائی کی صورتحال پیدا کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر عراق اور اس کے ریاستی رہنماؤں کا حشر دیکھ لیں یا پاکستان میں سائنسی اور منطقی تعلیم میں پیچھے رہ جانے والی اقلیتی قوموں کے ریاستی رہنماؤں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے

جو عناصر یہ سمجھتے ہیں کہ مذہبی ریاست ان کے مسائل کا حل ہے اور ایک مذہبی ریاست کا قیام انھیں معاشی اور سماجی ترقی دے دے گا تو وہ بھی میرے نزدیک غیر منطقیت کا شکار ہیں۔ اس لیے کہ پھر امریکہ، برطانیہ، روس، فرانس، جاپان کو انتہائی پسماندہ ممالک کی صف میں ہونا چاہیے تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ترقی کا راستہ صرف اور صرف سائنسی تعلیم میں اعلی مقام سے ہی ہو کر گزرتا ہے۔ سائنسی تعلیم اللہ کے بنائے ہوئے قوانین کا علم ہے اور اس طرح سے اس کا حصول جہلاء کے نظریات کے عین خلاف مگر اسلام کے عین مطابق ہے

پاکستان کی جدوجہد قومی نہیں بلکہ ایک ریاست کے حصول کی جدوجہد تھی۔ اس وجہ سے یہاں کے رہنے والے نہ تو ایک قوم بن سکے اور نہ ہی سائنسی تعلیم وتربیت کا ایک بامقصد، اور جامع نظام وضع اور نافذ کر سکے۔ یہی حاصل بنگلہ دیش کا ہوا۔ ہمارے علاقائی اور صوبائی رہنما بھی اسی نہج پر چل رہے ہیں۔ ظاہر ہے اس طرح کی ریاستی سوچ کے ساتھ تو بدبختی اور مصائب کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہی پاک و ہند کے مسلمانوں کے ساتھ چلے گا نہ کہ روشن خیالی اور ترقی کا۔ میں بعض دفعہ سوچتا ہوں کہ یا اللہ پاک و ہند کے مسلمان کس راستے پر چلے جا رہے ہیں۔ جہالت نے ان کے معاشروں کو وحشی اور خطرناک حد تک خودغرض بنا دیا ہے۔ جہاں کوئی محفوظ نہیں اور جہاں ترقی اور خوشحالی کا دور دور تک پتہ نہیں ہے

﴿اردو قوم﴾

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دوقومی نظریے کا سب سے بنیادی عنصر اردو زبان ہے

ایک قوم کی تخلیق کے بنیادی عناصر کی واضح تعریف اور نصب العین کے شعور کی غیر موجودگی میں مذہب کی بنیاد پر جغرافیائی حدوں کی تشکیل نے ہندوستان کی ملت اسلامیہ کو مذہبی انتہا پسندی، نسلی تقسیم، لسانی منافرت اور معاشرتی وسماجی زوال کے کیچڑ میں لیپ دیا ہے۔ پہلے پاکستان مذہب کی بنیاد پر قائم ہوا، پھر نسلی بنیادوں پر ٹوٹا اوراب لسانی بنیادوں پر واضح طور پر تقسیم ہو چکا ہے

میں اپنے قارئین سے یہاں یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہونا بھی یہی تھا؟ کیا اس ملک کی تشکیل کی بنیاد بھی یہی ہونی چاہیے تھی یعنی مذہب، نسل اور لسانیت غلطی کدھر ہوئی۔؟ ہمارے رہنماؤں نے صحیح اور منطقی فیصلے کیوں نہیں کیے میرے جن قارئین نے میری اس تصنیف کو الفاظ کی صحیح اور سائنسی تعریفوں کے ساتھ پڑھا ہے ان کے پاس اب اس کا جواب ہوگا۔ لیکن میں پھر بھی اس کا دو جملوں میں جواب پیش کرنا چاہوں گا:

دراصل ہمارے رہنماؤں کے پاس الفاظ کی صحیح تعریفوں کا فقدان تھا، خاص کر ملک، وطن، ریاست، نسل، قوم، نظریہ، شہری، معاشرہ، ثقافت، تہذیب، مذہب، دین اور زبان وغیرہ۔ جس نے انھیں منطقی اور سائنسی بنیادوں پر فیصلوں سے معذور رکھا اور اس طرح انھوں نے جو فیصلے کیے وہ غیر منطقی اور سائنسی اصولوں کے خلاف تھے اور جو نتائج سامنے آئے اس کی آج ساری دنیا اور پاک و ہند کے مسلمان خود گواہ ہیں

اہم سوال یہ ہے کہ پاکستان ہمارے سامنے ہے، اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

جواب یہ ہے کہ ہمیں اس غیر منطقیت سے نکلنا ہوگا۔ سب سے پہلے تو **ہمیں پاکستان کی مذہبی، نسلی اور لسانی بنیادوں پر تخلیق کو رد کرنا پڑے گا اور پھر ہمیں یہ یقین کرنا ہوگا کہ:**

اس ملک کے رہنے والے ایک قوم بنے بغیر پاکستانی ریاست کو زیادہ عرصہ قائم نہیں رکھ سکتے اور سائنسی تعلیم وتربیت کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے ہیں

ہمارے رہنماؤں نے نام اسلام اور مسلمانوں کا لیا اور تقسیم علاقائی بنیادوں پر کی۔ کیونکہ اگر مقصد ہندوستان کے مسلمانوں کو ہندو تسلط سے محفوظ رکھنا تھا تو پہلے ہندوستان کے مسلمانوں کو متحد کر کے صحیح بنیادوں پر ایک قوم کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تشکیل ضروری تھی اور پھر اس کے بعد جغرافیائی تقسیم کے بارے میں سوچا جاتا۔ابھی تک تو جو کچھ بھی ہوا اس نے پاک و ہند کے مسلمانوں کو مکمل طور پر توڑ پھوڑ کے رکھ دیا ہے اور ان کا شیرازہ مکمل طور پر بکھر چکا ہے۔اس سے اب بھی نکلنے کا یہی راستہ ہے، یعنی اب مزید جغرافیائی تقسیم پر توجہ دینے کے بجائے صحیح بنیادوں پر ایک قوم کی تشکیل۔ایک زبان یعنی اردو، ایک ثقافت، ایک تاریخ اور ایک مشترکہ خونی رشتے کی بنیاد پر جب ایک ''اردو قوم'' کا ارتقاء ہوگا تو ہم نہ صرف یہ کہ پاکستان میں رہنے والے مسلمانوں کو مزید تقسیم سے بچا سکیں گے بلکہ ہندوستانی مسلمانوں کو بھی اس کے دائرہ کار میں لا سکیں گے اور ہندو پاک کے مسلمانوں پر مشتمل ایک عظیم قوم کی تشکیل کر سکیں گے۔ یہاں پر بہت احتیاط کی ضرورت ہے اس لیے کہ پنجاب، سندھ، بلوچستان اور پختون خواہ کے مسلمانوں کے لیے اس حوالے سے تعریف، وضاحت، تربیت اور سب سے بڑھ کر ان کی مرضی لازمی ہے۔ہمیں اس رخ پر کام فورا شروع کر دینا چاہیے۔ لازمی ہے اس خطے کو مزید تباہی سے اور پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کو مزید ٹوٹ پھوٹ سے بچانے کے لیے اور اگر ایسا نہ ہوسکا تو نہ صرف یہ خطہ صدیوں کیلیے طوائف الملوکی کا شکار ہو جائے گا بلکہ تمام دنیا کا امن شدید خطرات کا شکار ہوسکتا ہے۔اس کا ادراک نہ تو ہندوستان کے ہندوؤں کو تھا اور نہ ہی مغربی طاقتوں کو۔مغربی طاقتیں پچھلے سو سالوں سے اس خطے میں جو کھیل کھیلتی رہی ہیں اب وہ ان سے سمٹ نہیں رہا ہے۔ان کی گھبراہٹ اور پریشانی ان کے بیانات سے عیاں ہے ۔میں یہاں پاک و ہند کے مسلمانوں کو ''اردو قوم'' کا نظریہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔اس لیے کہ پاک و ہند کے مسلمانوں کو ''مسلمان قوم'' کہنا نہ صرف ان کے لیے بلکہ اسلام کے لیے بھی انتہائی تباہ کن ثابت ہوگا بلکہ ہو رہا ہے۔پاک و ہند کے مسلمان باہم شادی بیاہ کے ذریعے ایک خونی رشتے، ایک ثقافت، ایک تاریخ اور سب سے بڑھ کر ایک زبان یعنی اردو کی بنیاد پر ہی ایک قوم کی تشکیل کر سکتے ہیں جبکہ اسلام کا عمل دخل ایک امت مسلمہ کی تشکیل تک رہنا چاہیے اور اسے اب قومی، ریاستی اور جغرافیائی جھگڑوں میں مزید ملوث نہیں کرنا چاہیے

یہاں پر میرے قارئین یقیناً یہ سوچ رہے ہوں گے کہ اگر موجودہ پاکستان کی قومیں ایک ''اردو قوم'' کے ارتقاء پر راضی نہ ہوں تو پھر کیا ہوگا؟

جواب بہت سیدھا سادھا سا ہے۔ پاکستان کے ساتھ وہی ہوگا جو ہندوستان کے ساتھ ہوا۔یعنی پاکستان جلد یا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بدیر ٹوٹ جائے گا۔ ہندوستان میں علیحدگی کی وجہ ہندو اکثریتی ریاستی مشینری کا خوف تھا اور پاکستان میں علیحدگی کی وجہ پنجاب اکثریتی ریاستی مشینری کا خوف ہوگا۔ ریاست پاکستان ایک قصہء پارینہ بن جائے گی اور اسکے ساتھ ہی اس ریاست کے خالق یعنی علامہ اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح بھی۔ پاک و ہند کے مسلمان مختلف قومیتوں اور ریاستوں میں بٹ کر اپنی شناخت اور اہمیت کھو بیٹھیں گے۔ یہ ریاستیں باہم اور مرکزی ہندوستان کے ساتھ شاید صدیوں تک دست و گریباں رہیں گی یہاں پر میرے قارئین یقیناً یہ بھی سوچ رہے ہوں گے کہ اردو قوم ہی کیوں؟ پاکستانی قوم کیوں نہیں؟

دراصل ایسا کرنے سے ہم ہندوستان کے مسلمانوں سے دور ہو جائیں گے جو کہ ایک ریاستی مفاد کا حصہ تو ہوسکتا ہے مگر قومی مفاد کا ہرگز نہیں۔ اور اس پورے مضمون میں میرا زور ہی اس بات پر رہا ہے کہ یہ ریاستی جوڑ توڑ اور سیاست ہی تو ہے جس نے پاک و ہند کے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور وہ طفیلی ریاستوں میں تقسیم ہوتے جا رہے ہیں۔ پاکستان کے مسلمانوں کو اردو سے کسی صورت خائف نہیں ہونا چاہیے اس لیے کہ اردو زبان کا ارتقاء موجودہ پاک و ہند کے شمال اور مغربی ہندوستان کے علاقوں سے ہوا تھا۔ وہی علاقے جن کا ذکر علامہ اقبال بار بار اپنی تحریروں میں کرتے رہے ہیں۔ اردو شمال مغربی ہندوستان کے علاقے کی زبان تھی، جس نے اسلام کا پیرہن اوڑھ لیا اور اس طرح یہ پاک و ہند کے مسلمانوں کے اتحاد کا symbol بن گئی۔ میرے نزدیک ہندوستان کے مسلمانوں کی زبان نے جب اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا تو اردو تخلیق ہوئی۔ اردو نہ تو کافروں کی زبان ہے اور نہ ہی یہ زبان بیرونی حملہ آور اپنے ساتھ لائے تھے بلکہ یہ ایک مقامی زبان ہے، ہماری اور آپ کی زبان۔ پاکستان میں اردو بولنے والے افراد کہ جن کی اکثریت کراچی میں مقیم ہے، اسے اپنی مادری زبان اس لیے نہیں کہتے ہیں کہ یہ شروع ہی سے ان کی زبان تھی بلکہ یہ زیادہ تر مرکزی ہندوستان اور اس کے گرد و نواح کی قومیں ہیں کہ جنھوں نے اپنی اپنی علاقائی زبانیں ترک کر کے اردو کو اپنا لیا۔ بالکل اسی طرح کہ جس طرح پاکستان کا تعلیم یافتہ طبقہ اپنے آپ کو اردو دان کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ اردو پاکستان کے بقاء کی واحد ضامن ہے۔ اردو قومیت اس خطے کے رہنے والے مسلمانوں کو با آسانی متحد کر سکتی ہے اور ہم سر سید احمد خان کے خواب کو پورا کر سکتے ہیں یہاں پر میرے قارئین یہ سوال کر سکتے ہیں کہ اگر پاکستان کی چاروں قومیں اردو کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

وفاقی اور عالمی اہمیت کے پیش نظر اپنی زبانوں کو اس میں ضم کرنے اور اردو قوم کا حصہ بننے پر تو راضی ہوں مگر آپس میں ساتھ رہنے پر راضی نہ ہوں تو اردو کو اسے کس طرح دیکھنا چاہیے؟ اردو کے لیے یہ چاروں قومیں ایسی ہی ہونگی جیسے ایک ماں کے لیے اس کی اولادیں ہوتی ہیں

The Urdu movement was a socio-political movement aimed at making Urdu the universal language and symbol of the cultural and political identity of the Muslim communities of India. The movement began with the fall of the Mughal Empire in the mid-19th century, fuelled by the Aligarh move- ment of Sir Syed Ahmed Khan

اردو ہندوستان کے مسلمانوں کی ثقافتی، تاریخی، قومی اور سیاسی وجود کا اظہار اور علامت ہے اور اس کا تعلق پاک و ہند کی جغرافیائی کیفیت سے نہیں ہے۔ مگر میں یہاں یہ ضرور کہوں گا کہ پاکستان کی ریاست کے استحصالی رویہ کے خلاف اقلیتی قوموں کی جدوجہد کے مقاصد کا رخ علیحدگی کے بجائے کنفیڈریشن کے اطلاق کی طرف ہونا چاہیے۔ وجہ صرف اتنی سی ہے کہ موجودہ دور میں اس خطے میں پاکستان کے وجود نے عالمی امن کے حوالے سے انتہائی اہم توازن قائم کر رکھا ہے۔ پاکستان کے ٹوٹنے سے یہ توازن خطرناک حد تک بگڑ جائے گا اور حالات کس طرف جائیں گے کسی کو کچھ نہیں پتہ۔ عالمی طاقتیں ایک انتہائی خطرناک کھیل میں ملوث ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ انھیں اس کا ذرا سا بھی ادراک نہیں کہ وہ ایک ٹائم بم کے اوپر بیٹھے ہوئے اس پورے خطے کو destabilize کرنے کی جن کوششوں میں مصروف ہیں وہ back fire کر سکتا ہے۔ بلکل اسی طرح کہ جس طرح ۱۹۰۰ سے اس خطے کے حوالے سے ان کی ماضی کی پالیسیوں نے معاملات خراب کیے اور شاید جسے ٹھیک کرنے کی کوششوں میں وہ یہاں دوبارہ موجود ہیں مگر ایک بار پھر غلط پالیسیاں یقیناً انھیں مزید مصیبت میں ڈال دیں گی۔ اس بار backfire میرے خیال میں مغربی طاقتوں کیلیے انتہائی طاقتور اور تباہ کن ہوگا اور **دو تہذیبوں کا ٹکراؤ تیسری تہذیب کے طلوع کی بنیاد بن جائے گا**

اب ہم کچھ عالمی اقتباسات کا تجزیہ کرتے ہیں اور اردو کا عالمی، برصغیر پاک و ہند اور مقامی سطح پر مقام اور اہمیت

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

متعین کرنے کی کوشش کرتے ہیں

Urdu developed as local Indo-Aryan dialects, came under the influence of the Muslim courts, that ruled South Asia from the early thirteenth century. Its Indic vocabulary has been enriched by borrowings from Arabic, Persian, Turkish, English and other Indian languagesThe term Urdu came into use when Shah Jahan built the Red Fort in Delhi in 1639 A.D. The word Urdu itself comes from a Turkic word Ordu, which means "Camp", "Tent" or "Army", from which English also gets the word "Horde". Hence Urdu is sometimes called "Lashkari zaban"

Urdu continued as one of the many languages in North West India. In 1947, Urdu was established as the national language of Pakistan in the hope that this move would unite and homogenise the various ethnic groups of the new nation

بیشک یہ اردو ہی ہے کہ جس میں ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک قوم کی شکل میں متحد کرنے کی صلاحیت ہے

Khariboli has four standardized registers: Standard Dakhani, Rekhta, Hindi and Urdu

کھاری بولی دراصل ہندوستان کے مرکزی اور شمال مغربی علاقے سے نکلی اور سارے ہندوستان میں پھیل گئی

Shaukat Ali and Maulana Maududi emphasised the knowledge of Urdu as essential for ordinary and religious Muslims

آپ یہاں پر واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں کہ اردو ہی ہندوستان کے بکھرے مسلمانوں کو وہ قوت اور اتحاد مہیا کر سکتی ہے جو اور کوئی عنصر نہیں مہیا کر سکتا ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

The contemporary Indo-Iranian languages form the largest sub-branch of Indo-European, with more than one billion speakers in total, stretching from Europe (Romani) and the Caucasus (Ossetian) to Xinjiang (Sariqoli) and East India or Bangladesh. SIL in a 2005 estimate counts a total of 308 varieties, the largest in terms of native speakers being Hindustani (Hindi and Urdu, ca. 540 million), Bengali (ca 200 million), Punjabi (ca. 80 million), Marathi and Persian (ca. 70 million each), Gujarati (ca. 45 million), Pashto (40 million), Oriya (ca. 30 million), Kurdish (ca. 40 million) and Sindhi (ca. 20 million)

کیا مندرجہ بالا اقتباس ایک بہت واضح ثبوت نہیں ہے کہ اردو، پنجابی، سندھی، پشتو اور بلوچی زبانیں دراصل ایک ہی جماعت سے تعلق رکھتی ہیں بلکہ دراصل ایک ہی زبان کے مختلف اظہار ہیں اوران کا متحد ہو جانا بہت ممکن ہے

The article on Urdu in International Encyclopaedia of Linguistics contains the following quotation:

The growing popularity of Urdu mushaira (poetic symposia) and literary conferences in the United Kingdom, United States, Soviet Union, Canada, and a number of Middle Eastern and African countries has led to the emergence of a large number of literary organisations and publications which reflect the spread of Urdu as an international language. It would be regrettable if this article with its emphasis on economic power and numbers, contributed in however small a measure to the destruction of such delightful innocence. May Urdu with its poetic symposia and literary organisations become ever more international. The world would be a

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

better place if all expansion was through such charming means

George Weber mentions Urdu/Hindi as the 10th most influential language of the world and 2nd among the top languages with respect to the number of speakers

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

﴾اردو قوم کیوں ناگزیر ہے؟﴿

برصغیر پاک و ہند مختلف رنگ و نسل، زبان، مذاہب اور ذہنی سطح کے لوگوں کی سرزمین ہے۔ حکومتی اور عوامی دونوں سطح پر اس سرزمین کے لوگوں نے کبھی بھی ایک قوم کی تخلیق پر توجہ نہ دی. اسی وجہ سے یہاں پر ایک قوم کے ارتقاء کے بجائے مختلف اقوام وجود میں آئیں اور بنیادی طور پر زبان اور ثانوی طور پر رسم و رواج، رنگ و نسل اور رہن سہن کے طریقے ان قوموں کی اساس بنے۔ آبادی اور مذاہب میں اضافے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان قوموں کی تعریف میں مذاہب اور جغرافیائی حدود کا اضافہ ہو گیا۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ عام و خاص مل کر ایک زبان کی بنیاد پر ایک قوم کی تشکیل کرتے مگر ایسا ہوا نہیں

بادشاہوں اور امراء نے اس سرزمین کو صرف جغرافیائی لحاظ سے متحد رکھنے کی کوشش کی اور یہاں کے عوام الناس کو ہمیشہ ریاستی معاملات کے تحت برتنے کی کوشش کی۔ بنیادی وجہ دور اندیشی کا فقدان تھا جس نے ان کو مفادات کے حصول میں جغرافیائی اہمیت کا تو ادراک دیا مگر ایک منظّم اور متحد قوم کی تخلیق میں ان کو بظاہر کوئی فائدہ نظر نہیں آیا۔ دراصل ان کی طاقت کا سرچشمہ عوام تھے ہی نہیں۔ نہ ہی ان کے ذاتی مفادات کی تعریف میں ایک قوم کوئی بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتی تھی۔ مزید یہ کہ انھیں ادراک تھا کہ نہ جانے کب ان کی سلطنت پر زوال آ جائے گا، اور اس طرح سے ان کی تمام پالیسیاں وقتی مفادات اور قلیل مدتی مقاصد کے زیر اثر ہوتی تھیں۔ قومیت کا ارتقاء ایک وقت طلب امر ہے اور متعلقہ پالیسیاں ہرگز وقتی مفادات یا عناصر کے زیر اثر نہیں بنائی جا سکتیں۔ مزید یہ کہ ریاست اور معاشرے میں تصادم کے امکانات سے بچنے کے لیے بہتر ہے کہ ریاستی ایوانوں تک پہنچنے والے عناصر عوامی سطح سے ابھریں یعنی معاشرے سے آئیں، اسی لیے شخصی حکمرانی چاہے ڈکٹیٹرشپ کی صورت میں ہو یا بادشاہت کی صورت میں یا کسی اور صورت میں، ہمیشہ وسیع تر قومی مفادات کو نقصان پہنچاتی ہے

بہر حال اگر ہم ہندوستان کا تجزیہ کریں تو یہ بہت واضح ہے کہ شخصی حکمرانی اور قومی سوچ کے فقدان کی وجہ سے یہ ہمیشہ جغرافیائی ٹوٹ پھوٹ کا شکار رہا ہے۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہندوستان کا جغرافیہ ہر پچاس سے سو سال کے بعد تبدیل ہو جاتا ہے۔ موجودہ دور میں پاکستان، سری لنکا، مالدیپ، برما، افغانستان، بھوٹان، نیپال، بنگلہ دیش

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کا وجود میں آنا اس سارے معاملے کی حالیہ کڑیاں ہیں۔ مرکز نے اگر چہ مرکزی علاقوں پر ہمیشہ اپنا اثر مضبوطی سے قائم رکھا ہے مگر مضافاتی ریاستوں کی کیفیت مرکز کی مضبوطی سے براہ راست منسوب رہی ہے اور یہ ریاستیں مرکز سے الگ ہوتی اور جڑتی رہی ہیں

برصغیر پاک و ہند کے رہنماؤں اور اکابرین میں دور اندیشی اور ایک متحدہ قومی سوچ کے اس فقدان کا مظاہرہ ہمیں ہندوستان کی برطانیہ سے آزادی کے دنوں میں بھی نظر آتا ہے، جب ہندوستان کے لیڈر ان متحدہ ہندوستان کے بجائے حالات کو اس موڑ پر لے آئے کہ پاکستان کی تخلیق مجبوری بن گئی۔ اور مزید برآں ۱۹۷۱ء میں پاکستان کو توڑ کر بنگالی قومیت کی بنیاد پر ایک اور جغرافیائی اکائی کی تخلیق کو پایہء تکمیل تک پہنچایا گیا۔ وجہ کچھ بھی سہی برصغیر کے رہنما ۱۹۴۷ء سے جو کھیل کھیل رہے ہیں اس کے نقصان کا شاید انھیں ادراک ہی نہیں ہے۔ قوموں کو جب زبان کے ساتھ ساتھ مذہب، رنگ، نسل، اور پھر جغرافیائی شناخت یعنی وطن بھی مل جاتا ہے تو پھر انھیں مٹانا یا دوسری قوم میں ضم کرنا آج کے دور میں بہت ہی مشکل ہے، خاص کر جب اقوام عالم قوموں کی مسلمہ حیثیت کو تسلیم کرنے کا ایک باضابطہ نظام رکھتی ہیں۔ ۱۹۷۱ء میں ہندوستان نے کچھ ایسا ہی کیا۔ بنگالی قوم کو وہ سب کچھ حاصل کرنے میں ان کی مدد کی، جس نے انھیں انسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ اقوام عالم کے سامنے ایک مسلمہ قوم کی حیثیت دے دی۔ بے شک ہندوستان نے دو قومی نظریہ تو غرق کر دیا مگر جس دن یہ نظریہ غرق ہوا اس دن اکھنڈ بھارت کا خواب بھی ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا یا کم از کم اس کی شروعات ہو چکی ہیں

عالمی طاقتیں شعوری یا غیر شعوری طور پر ایک متحدہ ہندوستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی عالمی سازشوں میں بڑی کامیابی کے ساتھ تیسرے phase پر عمل کر رہی ہیں اور ایک بار پھر ہندوستان کی ناعاقبت اندیش قیادتیں اس سازش کا آلہء کار بن چکی ہیں۔ بظاہر مقصد پاکستان کو کمزور کرنا اور توڑنا ہے اور کامیابی بھی قریب ہی نظر آتی ہے۔ مگر ان سازشوں کا حتمی نقصان ہندوستان کو ہی پہنچے گا۔ دوسرے الفاظ میں ہندوستان یہ سازشیں پاکستان کے خلاف نہیں بلکہ اپنے خلاف کر رہا ہے۔ اپنی ہی پیٹھ میں چھرا گھونپ رہا ہے۔ پاکستان کے صفحہ ہستی سے مٹنے کیساتھ ہی کم از کم چار قوموں کو زبان، نسل و رنگ، مذہب، اور جغرافیائی شناخت مل جائے گی اور یہیں پر اکھنڈ بھارت ہمیشہ کے لیے ہوا ہو جائے گا۔ خلاف توقع اگر بالفرض ہندوستان انھیں بنگلہ دیش کی طرح آزاد وطن

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کے طور پر تسلیم کر بھی لیتا ہے تو جلد یا بدیر جب ہندوستان کا مرکز دوبارہ کمزور ہوگا اور ٹوٹ پھوٹ شروع ہوگی تو اس بار یہ ٹوٹ پھوٹ نا قابل واپسی اور مستقل بنیادوں پر ہوگی پاکستان سے علیحدہ ہونے والی قومیں ہندوستان سے اپنے باقی ماندہ علاقوں کو claim کر سکتی ہیں۔اس ملبے سے جو ہندوستان ابھرے گا اس میں بہت ممکن ہے کہ بنگالی، سندھی و گجراتی اکثریت کے علاقے موجود نہیں ہوں گے۔آسام، تامل ناڈو، پنجاب اور کشمیر بھی ممکن ہے کہ ہندوستان سے مستقل طور پر الگ ہو جائیں۔ایک ایسا ہندوستان وجود میں آئیگا جس کی حیثیت ایک عالمی یا علاقائی سپر پاور کے طور پر ختم ہو جائے گی۔ایک عظیم افغانیہ ہندوستان کے لیے مستقل سر درد ہوگا۔ظاہر ہے علیحدہ ہونے والی قومیتیں اور مرکزی ہندوستان کبھی بھی ایک دوسرے کو خوش آمدید نہیں کہیں گے اور پورا خطہ صدیوں تناؤ اور اختلافی ماحول کے زیر اثر رہے گا

میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے رہنما شاید اس بنیادی حقیقت سے یا تو آگاہ نہیں ہیں یا اسے ماننے میں حیل و حجت سے کام لے رہے ہیں کہ گو مذہب ایک ایسا طاقتور عنصر ہے جو لوگوں کو متحد کرنے میں کافی معاون ہے مگر قومیت مقابلتاً زیادہ طاقتور عنصر ہے جو انسانوں کا ایک انتہائی منظّم اور متحدہ گروہ تشکیل دیتا ہے۔اس کا عملی ثبوت موجودہ ہندوستان اور پاکستان میں رہنے والے مسلمانوں اور ہندوؤں کے باہم اور ایک دوسرے سے تعلقات کے حوالے سے لگا سکتے ہیں۔اس لیے انہیں اب مزید خائف ہونے کے بجائے اس سازشی کیفیت سے نکل کر پاک و ہند کو تقسیم در تقسیم کے عمل سے بچانا ہوگا

ہندوستان میں نہ تو پاکستان نام کا کوئی علاقہ موجود ہے اور نہ ہی پاکستانی نام کی کوئی قوم۔اس لیے ایک متحدہ پاکستان ہندوستانی علاقے claim نہیں کر سکتا سوائے کشمیر کے جس کا پر امن حل مذاکرات کے ذریعے ممکن ہے۔ اسطرح سے پاکستان کبھی بھی ہندوستان کے لیے خطرہ نہیں ہے۔جبکہ ٹوٹنے والا پاکستان ہندوستان کے لیے ممکنہ طور پر تباہی و بربادی کا پیغام لے کر آ سکتا ہے

ایک متحدہ اور مضبوط ہندوستان کے لیے متحدہ اور مضبوط پاکستان نا گزیر ہے اور ایک متحدہ اور مضبوط پاکستان کے لیے ایک اردو قوم کی تخلیق نا گزیر ہے۔ ہندوستان کو چاہیے کہ نہ صرف پاکستان کے وجود کو یقینی بنائے بلکہ یہاں پر ایک اردو قوم کی تخلیق اور ارتقاء میں عملی اور فعال کردار ادا کرے۔اس کے ساتھ ہی ہندوستانی رہنماؤں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کو ہنگامی بنیادوں پر ہندوستان کی تمام قومیتوں کو ضم کر کے ایک عظیم ہندی قوم کی تخلیق اور ارتقاء پر بھرپور اور سنجیدہ توجہ دینی چاہیے یہاں پر میں پاکستانی ریاست کے دو بہت ہی بنیادی اور اہم عناصر یعنی پنجاب اور سندھ کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ ہندوستان ٹوٹنے والے پاکستان میں سے موجودہ پنجاب اور کشمیر کو ہرگز ہرگز کسی بھی قیمت پر آزاد نہیں چھوڑ سکتا اور عالمی طاقتیں بھی یہ بات اچھی طرح سے جانتی ہیں۔ ہندوستان پاکستانی پنجاب اور کشمیر کے عوض ہر قیمت دینے کے لیے تیار ہوگا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا آخری دن آزاد پنجاب اور کشمیر کا بھی آخری دن ہوسکتا ہے۔ میرا یہ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان میں رہنے والے پنجابیوں اور سندھیوں کو ایک اہم تاریخی فیصلہ کرنا ہوگا اور فوراً کرنا ہوگا:

☆ ایک راستہ تو یہ ہے کہ اگر پاکستانی پنجاب کے لوگ قومی معاملات کے حل کے لیے ریاستی طور طریقے کی روش جاری رکھیں گے تو بہر صورت پاکستان ٹوٹے گا اور پھر ان کا ہندوستان میں ضم ہو جانا ایک ممکنہ امر بن سکتا ہے۔ ہندوستانی اگر ایک ہندی قوم کی تشکیل کے عمل کو سنجیدگی سے لیتے ہیں تو ہوسکتا ہے کہ پنجاب کو ہندوستان کی ایک بے اختیار ریاست اور وہاں کے رہنے والوں کو ارتقاء کے ایک عمل سے گزر کر ہندی قوم کا حصہ بننا پڑے۔

اور اگر معجزاتی طور پر ایسا نہ بھی ہو تو پھر بھی انھیں لسانی بنیادوں پر مزید ٹوٹ پھوٹ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس خطے کے وسیع تر علاقائی مفاد میں شاید پہلی صورتحال تو قابلِ قبول ہو مگر دوسری صورت تو کسی کو بھی قابلِ قبول نہیں ہوگی

☆ دوسرا راستہ انھیں ایک عظیم اردو قوم کے ارتقاء کے دوران اور تخلیق کے بعد بھی ایک سربراہ کا آفاقی کردار عطا کرے گا۔ اللہ نے پنجاب کے مسلمانوں کو ان کی تاریخ کا سب سے اہم موقع عطا کر دیا ہے۔ جو انھیں دنیا کی عظیم ترین قوموں کی صف میں لا کھڑا کرے گا۔ اب یہ ان پر منحصر ہے کہ وہ صوبائی عصبیت کے زیر اثر قومی معاملات میں ریاستی طاقت کے غیر منطقی کردار سے اس موقع کو برباد کر دیں یا پھر قومی سوچ اور تدبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان میں بسنے والی قوموں کو اعتماد میں لے کر اور مل جل کر ایک قومی ارتقاء سے گزر کر انسانی تاریخ میں ہمیشہ کے لیے اپنا ایک اعلیٰ ترین مقام بنالیں۔ فی الحال اسلامی دنیا میں عرب قوم تعداد کے لحاظ سے سب سے بڑا گروہ ہے۔ اردو قوم کا ارتقاء اسلامی دنیا میں تعداد کے لحاظ سے عربوں سے بڑی قوم کے وجود کو ممکن

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بنا سکے گا۔ یہ امر بین الاقوامی سطح پر اس خطے کو معاشی، سیاسی اور اسٹراٹیجک طور پر بے پناہ اہمیت اور طاقت کا حامل بنا دے گا جہاں تک سندھ کا تعلق ہے تو میرے خیال میں جتنی زیادہ فراخدلی اور قومی سوجھ بوجھ کا مظاہرہ سندھ کے لوگوں اور رہنماؤں نے کیا اس کی مثال مشکل ہے۔ مزید یہ کہ سندھ نے ہمیشہ عالمی پائے کے رہنما پاکستانی ریاست کو دیے۔ اب سندھ کو قومی سطح پر بھی عالمی پائے کے رہنما دینے ہونگے۔ جس طرح انھوں نے پاکستان کی ریاست میں رہنمائی کا کردار ادا کیا، ایک اردو قوم کے ارتقاء میں بھی ان کا کردار رہنماؤں کا ہونا چاہیے۔ اس طرح میں پنجاب اور سندھ کے مسلمانوں کو ایک اردو قوم کے ارتقاء اور تخلیق میں سب سے اگلی صفحوں میں دیکھتا ہوں اس لیے کہ ان کے بغیر اردو قوم کی تخلیق مشکل امر ہے۔ اور اس کا سب سے زیادہ فائدہ بھی انھیں ہی ہوگا بلوچ اور پشتون مسلمانوں کی ساری شکائیتوں کا محور ان کے علاقائی وسائل پر ان کے حق کو تسلیم کیا جانا ہے۔ میری تجاویز یعنی کنفیڈریشن پر عمل انھیں ان کے وسائل کا بلا شرکت غیرے مالک بنا دیتا ہے اور اس طرح ہم باہم مل کر ایک نئے دور کا آغاز کر سکیں گے جس کی بنیاد قومی ہوگی نا کہ ریاستی۔ یاد رہے کہ قومیں ہزاروں سال کی عمر لے کر پیدا ہوتی ہیں۔ اور گو کہ تغیر، ارتقاء اور ملاپ کے عمل سے گزرتی ہیں، مگر ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔ جبکہ ریاست اور ریاستی طاقتیں تو عموماً سو سال بھی پورے نہیں کر پاتی ہیں۔ ممالک وجود میں آتے ہیں اور ٹوٹ کر بکھر جاتے ہیں۔ ریاستیں بنتی ہیں اور بگڑ جاتی ہیں۔ نہ تو پاکستان کبھی ایسا رہے گا اور نہ ہندوستان، مگر اردو اور ہندی قومیں ہمیشہ زندہ رہیں گی   اردو اور ہندی قوم کی تخلیق کے حوالے سے میرے خیال میں ابتداء لازمی طور پر پاکستان کی پانچ یا اس سے زیادہ ریاستی کنفیڈریشن اور ہندوستان کی کثیر الریاستی کنفیڈریشن میں تبدیلی کے ساتھ ہونی چاہیے۔ ہندی اور اردو بنیادی طور پر ایک ہی زبانیں ہیں ماسوائے رسم الخط کے۔ ہندوستان میں ہندی زبان او ر پاکستان میں اردو زبان اس پورے خطے میں دو عظیم ترین قوموں کی تخلیق کر سکتی ہیں جو ایک دوسرے کے لیے طاقت، توانائی اور سہارے کا ذریعہ بنیں گی۔ اس خطے میں رہنے والے انسانوں کے لیے چاہے، وہ مسلمان ہوں یا ہندو یا کوئی اور، ہندی اور اردو قومیت کا ارتقاء ناگزیر ہے۔ مختلف قومیتوں اور جغرافیائی اکائیوں میں ٹوٹا پھوٹا اور بکھرا ہوا باہم دست و گریباں برصغیر ہمیشہ عالمی تنازوں، تصادم اور معاشرتی، مذہبی و معاشی تباہ کاریوں ا ور فتنہ انگیزیوں کی آماجگاہ بنا رہے گا۔ طوائف الملو کی کی عظیم ترین مثال، عالم انسانی کے لیے مستقل سر درد اور

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

وجہ ء پریشانی۔سب سے زیادہ نقصان یہاں کے رہنے والے مسلمانوں کو ہی ہوگا۔مختلف ٹکڑوں میں بٹے ہوئے مسلمان ہمیشہ کمزور رہیں گے اور عالمی طاقتوں کے لیے تختہ ءمشق بنے رہیں گے۔ایک متحدہ پاکستان اور ہندوستان ہی اس خطے کے انسانوں کو معاشی اور سماجی ترقی سے ہمکنار کرسکتا ہے۔اور یہ صرف اس وقت ممکن ہے جب یہاں کے رہنے والے انسان اردو اور ہندی قومیتوں میں ضم ہونے کے لیے راضی ہوجائیں۔میرے نزدیک پاکستان اس خطے کے رہنے والوں کے لیے ایک turning point ہے جہاں سے صرف دو راستے نکلتے ہیں۔ایک راستہ یہاں کے انسانوں کو صدیوں تک جنگ وجدل،تصادم،معاشی اور سماجی ناانصافیوں اور تنزلی کی طرف لے جائے گا اور دوسرا راستہ انھیں انسانی تاریخ کی عظیم ترین قوت بنادے گا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

﴾گزارشات اور فوائد﴿

اس دنیا میں ممالک کی حتمی حد بندی قومی بنیادوں پر ہوگی

وہ ممالک کہ جن کے شہری شعوری یا غیر شعوری طور پر ایک قوم بننے میں ناکام رہیں گے، لازماً سرحدی حد بندیوں میں ردوبدل اور تغیر کے عمل سے گزریں گے۔ اس اصول پر اگر اس دنیا کے ممالک کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو میں بڑے وثوق سے یہ پیشن گوئی کر سکتا ہوں کہ اس عمل سے گزرنے والے اہم ممالک کی پہلی صف میں مجھے واضح طور پر پاکستان، ہندوستان، امریکہ، کینیڈا اور چین نظر آتے ہیں۔ پاکستان اور ہندوستان کو اس ٹوٹ پھوٹ سے بچنے کے لیے اپنے معاشروں کو تعلیم و تربیت کے ایک جامع اور وفاقی نظام کے تحت لانا ہوگا، جس کا بنیادی مقصد ایک زبان اور ثقافت کی بنیاد پر ایک قوم کا ارتقاء اور سائنسی لحاظ سے باشعور اور تعلیم یافتہ معاشرے کی تشکیل ہو

ریاست کے حوالے سے ایک بہت دلچسپ بات یہ ہے کہ ریاستی مشینری کے اکثریتی ارکان چاہے کسی بھی قومیت سے تعلق رکھتے ہوں ایک دفعہ جب وہ ایک ریاست کے قوانین اور آئین کے تحت اس سے وفاداری کا حلف اٹھا لیتے ہیں تو پھر ان کے لیے اس ریاست کی بقاء متعلقہ قومیت سمیت ہر شئے پر مقدم ہو جاتی ہے۔ اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے میں مندرجہ ذیل گذارشات پاکستان کی ریاستی مشینری اور پاکستانی معاشرے کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جو کہ ایک اردو قوم کی تخلیق میں معاون ثابت ہو سکتی ہیں:

اگر آپ کی نظر میں ریاست پاکستان کی بقاء لازمی ہے تو میں آپ سے گذارش کروں گا کہ میری مندرجہ ذیل گذارشات پر غور کیا جائے

☆ پاکستان کے موجودہ صوبوں کی جغرافیائی ہیئت کم و بیش اسی طرح رہنے دی جائے کہ جس طرح موجود ہے

☆ صوبوں کے رہنے والوں کی پاکستانی ریاست سے نفرتیں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ ہنگامی بنیادوں پر کشمیر سمیت تمام صوبوں کا کنفیڈریشن Confederation لازمی ہے تاکہ صوبوں کے معاملات میں پاکستانی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ریاست کے عمل دخل کو کم ترین (Minimum) درجے تک لایا جا سکے۔ اور اس طرح سے ان صوبوں کے رہنے والوں کی ریاستِ پاکستان سے نفرت کو کم کیا جا سکے گا۔ مگر اس کنفیڈریشن میں مرکز کے پاس کرنسی، دفاع اور وزارت خارجہ کے ساتھ میڈیا اور وفاقی تعلیم بھی ہونا چاہیے

☆ پاکستان میں موجود کشمیر سمیت تمام صوبوں کے وجود کو تسلیم کیا جائے مگر بحیثیت علاقائی اکائی کے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک قوم کے ارتقاء کے دوران اور بعد میں بھی ان علاقوں کے رہنے والے لوگوں کے معاشی مفادات کو بلکل نہ چھیڑا جائے۔ یعنی انھیں ان کے علاقائی وسائل کا مالک تسلیم کیا جائے اور وفاقی سطح پر استحصال سے گریز کیا جائے

☆ ان علاقوں میں رہنے والی قوموں کی متعلقہ زبانوں یعنی کشمیری، پنجابی، سرائیکی، پوٹھواری، سندھی، پشتو اور بلوچی وغیرہ کی vocabulary کو زیادہ سے زیادہ اردو کی vocabulary سے ہم آہنگ کیا جائے تا کہ یہ زبانیں باہم اردو میں ضم ہو سکیں۔ ان زبانوں کے حروف تہجی کو باہم مربوط کر کے اردو سے identical بنایا جائے اور اس کے لیے اگر اردو کے حروف تہجی میں اضافہ کرنا پڑے تو اضافہ کرنا چاہیے

یعنی جب میں اردو زبان کی بات کرتا ہوں تو وہ موجودہ اردو زبان

نہیں ہے بلکہ مجوزہ اردو زبان دراصل کشمیری، پنجابی، سرائیکی، پوٹھواری، سندھی، پشتو، بلوچی وغیرہ اور ہندوستان کے مسلمانوں کی علاقائی زبانوں کے موجودہ اردو زبان کے ساتھ ملاپ سے ابھرنے والی زبان ہوگی یا یوں کہہ لیں کہ موجودہ اردو زبان مندرجہ بالا زبانوں کے ساتھ مل کر ارتقاء کے عمل سے گزر کر ایک نئی شکل میں ہمارے سامنے آئے گی اسے ہم رومن رسم الخط میں ORDU لکھ سکتے ہیں

☆ اس طرح یہ علاقائی گروہ کشمیری، پنجابی، سندھی، پشتون اور بلوچی وغیرہ ہی رہیں گے مگر اب ان کی زبان اردو بن جائے گی، بلکل اسی طرح سے کہ جس طرح اردنی، مصری، شامی، مراکش، وغیرہ سب کے سب عربی قوم کا حصہ ہیں گو کہ وہ علیحدہ ریاستوں میں رہتے ہیں

☆ پاکستان میں رہنے والی قوموں کی ثقافتوں کو علیحدہ ثقافتوں کے طور پر متعارف کرانے اور پیش کرنے کے بجائے انھیں باہم مربوط کر کے ایک اردو ثقافت کے طور پر پیش کیا جائے۔ اردو ثقافت کی تعریف بہت واضح

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہونی چاہیے اور وہ ہے ''پاک و ہند کے مسلمانوں کی ثقافت''۔ اس کے حصول کے لیے ہمیں تمام علاقائی ثقافتوں کو باہم ضم کر کے ایک ترقی یافتہ ثقافت تشکیل دینی ہوگی اور اسے media کے تمام ممکنہ ذرائع کی مدد سے پاکستان میں ترویج و فروغ دینا ہوگا۔ موجود پاکستان کے علاقوں کی تاریخ کو اردو تاریخ کے طور پر پیش کیا جائے یعنی ''ہندو پاک کے مسلمانوں کی تاریخ''

☆ پاکستان کی مختلف اقوام کے درمیان شادی بیاہ کے رواج کو بہت زیادہ اہمیت دی جائے۔ بلکہ میں اس حد تک آگے جانا چاہوں گا کہ وہ بچے جو کہ مخلوط شادی کے نتیجے میں پیدا ہوں انھیں اور ان کے والدین کو امتیازی بنیادوں پر سہولیات اور حقوق دینے چاہیں جیسے ٹیکس کی معافی، مفت رہائشی زمین، سود سے پاک تعمیراتی اور تجارتی قرضے، تمام سرکاری سہولیات میں 50% rebate، Bachelors کی سطح تک مفت تعلیم وغیرہ وغیرہ

☆ تمام سرکاری اور تعلیمی اداروں میں اردو کو ذریعہ تعلیم کے طور پر آج ہی سے نافذ کر دینا چاہیے اور سائنسی تعلیم لازمی قرار دے دینی چاہیے۔ اس کے حصول کو قانونی حیثیت دے دینی چاہیے اور اس کی خلاف ورزی قابل سزا جرم تصور کیا جانا چاہیے

☆ پاکستان کا نام تبدیل کر کے ریاستہائے متحدہ مسلمانانِ اندس رکھ دینا چاہیے یعنی United States of Indic Muslims (USIM) یا پھر متحدہ اردو امارات یعنی United Urdu Emirates (UUE)، جو کہ ابتدائی طور پر تقریباً پانچ یا زیادہ ریاستوں پر مشتمل ایک کنفیڈریشن ہوگی۔ اس طرح سے موجودہ لفظ پاکستان کہ جس میں علاقائی اور ریاستی جھلک نظر آتی ہے جیسے P سے پنجاب، K سے کشمیر وغیرہ وغیرہ، ایک ایسے نام میں تبدیل ہو جائے گا جس سے پاک و ہند کے مسلمانوں پر مشتمل ایک متحدہ قومیت کی خوشبو آئے گی۔ اور جس سے پاک و ہند کے مسلمانوں کی علیحدہ شناخت کی تحریک کو ایک منطقی عنوان مل جائے گا اور پاک و ہند کے مسلمانوں پر مشتمل ایک قوم کی تخلیق پر ہماری توجہ پھر سے مرکوز ہو سکے گی جو کہ سر سید احمد خان کا خواب تھا ان سفارشات کے اطلاق سے مندرجہ ذیل فوائد لازماً حاصل ہو سکیں گے:

☆ پاکستان کی بقاء کی ضمانت حاصل ہو جائے گی

☆ غیر ملکی طاقتیں یہاں سے فوراً نکل جائیں گی (مغربی اور ترقی یافتہ قومیں اس خطے میں اسلام یا مسلمانوں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سے خائف نہیں ہیں بلکہ وہ اس خطے کے جاہل معاشروں کے غیر منطقی طرزفکر سے خائف ہیں، خاص کر جبکہ یہ خطہ ایٹمی طاقت بن چکا ہے۔ سائنسی علم اور اردو قوم کی تخلیق کی طرف عملی قدم انھیں یہ اطمینان دلانے میں معاون ہوسکتا ہے کہ اس خطے کے رہنے والے منطقی طرزفکروسوچ کی طرف سفر شروع کر چکے ہیں

یہاں پر میں اس پروپیگنڈے کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ جس کے تحت ہمارے اکثر مذہبی اور دنیاوی علماء کی طرف سے پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں امریکہ اور یورپی ممالک کو شیطانوں اور استعماری طاقتوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ اسلام کا مقصد کیا ہے؟ کیا اسلام کا اخلاقی پہلو ہمیں یہ نہیں سکھاتا ہے کہ ایک مسلمان اپنی ذات کی نشوونما کرے، ایک مثالی اچھا انسان بنے، انسانوں کی خدمت کرے اور ایک پرامن اور منصفانہ معاشرہ قائم کرے۔ بحثیت پاکستانی میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ہم ایسا کررہے ہیں، کیا پاکستان میں مسلمانوں نے ایک پرامن اور منصفانہ معاشرہ قائم کیا؟ یہاں پر وہ کیا چیز ہے جو اسلامی ہے؟ پاکستان کے شرفاء آج ڈر ڈر کر زندگیاں گزار رہے ہیں۔ یہاں کی پولیس جگہ جگہ لوگوں کی حفاظت کے بجائے ان سے بھتہ وصول کرتی ہے، رشوت عام ہے، ہر جگہ اختیارات کا غلط استعمال ہورہا ہے، اقرباء پروری سر چڑھ کر بول رہی ہے، جھوٹ، ملاوٹ، دھوکہ دہی روزمرہ کا معمول ہے، ڈاکہ زنی، چوری، راہ زنی اور بھتہ گیری کی بہتات ہے، عورت گائے بکری کی طرح برتی جاتی ہے اور قانون کا دور دور تک پتہ نہیں ہے۔ کیا یہ اسلامی معاشرہ ہے،؟ کیا یہ انسانی معاشرہ ہے؟ بلکہ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ **کیا یہ معاشرہ ہے؟**

میں تقریباً دس سال امریکہ اور یورپی ممالک میں قیام پذیر رہا اور قائل ہوگیا کہ سوائے چند معاملات کے فرق کے، اسلامی معاشرہ اگر کبھی کسی ملک میں قائم ہوا تو ایسا ہی ہوگا۔

اگر آپ سمجھتے ہیں کہ امریکی اور یورپی انسانیت کے دشمن ہیں تو پھر میں آپ سے درخواست کرنا چاہوں گا کہ اپنے اردگرد نظر دوڑائیں۔ انسانیت پر ان کے احسانات کی اتنی لمبی فہرست ہے کہ آپ گن بھی نہ سکیں۔ اپنے گھر میں ہی دیکھ لیں۔ پنکھا، بجلی، استری، کمپیوٹر، پرنٹر، انٹرنیٹ، اے سی، بلب، مائیکروویو، کاغذ، گھڑی، سلائی مشین، ٹی وی، وی سی آر، ڈی وی ڈی، اسٹیریو، ٹیلی فون، وائرلیس، موبائل فون۔ اس کے علاوہ گاڑی، ٹرین، جہاز، صنعتی مشینیں، پیٹرول اور گیس نکالنے کی ٹیکنالوجی وغیرہ وغیرہ۔ انسانی زندگی کے لیے ادویات،

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بے حساب ایجادات کہ جن سے انسان کی دنیا ہی بدل گئی۔ان امریکیوں اور یورپیوں کی صرف دوائیوں کی وجہ سے ہی ہمارے اوپر عظیم احسانات ہیں۔کیا پاکستان کے مسلمانوں نے ایک بھی ایسی دوا ایجاد کی کہ جس نے انسان کو عالمی سطح پر فائدہ پہنچایا۔ایک ایسی ایجاد کہ پاکستانی فخر کر سکیں کہ انھوں نے بھی اس دنیا کے انسانوں کو کچھ دیا۔اگر امریکی اور یورپی ہمیں دشمن تصور کرتے تو کیا ان کے پاس موجود ایٹم بم اب تک استعمال نہ ہو چکے ہوتے۔اگر وہ اسلام کے دشمن ہوتے تو افغانستان اور پاکستان کا رخ ہرگز نہیں کرتے اس لیے کہ مجھے تو اس خطے میں اسلامی معاشرہ نظر نہیں آتا ہے۔مزید یہ کہ کیا وہ اپنے ممالک میں مسلمانوں کو آزادی سے اسلام کی تبلیغ اور پیروی کرنے دیتے۔حقیقتاً تو مجھے دنیا میں کسی بھی اسلامی ملک میں اسلامی معاشرہ نظر نہیں آتا ہے اور اس خطے میں تو معاشرہ ہی نظر نہیں آتا ہے۔جہالت، جہالت اور صرف جہالت۔غیر منطقی علم اور جہالت پاکستان کو کھا گئی اور اسے دنیا کی خطرناک ترین ریاست بنا چکی ہے۔پہلے اس جہالت سے تو نکلیں، انسانیت کے لیے کچھ تو کریں۔کم ازکم ایک معاشرہ تو قائم کریں۔پھر یہ باتیں کریں تو اچھا بھی لگے،معقول بھی لگے۔کسی بھی مذہب سے ہوں،نفرت کی تعلیم دینے والے خود شیطان کے چیلے ہیں۔امریکی اور یورپی ریاستیں منطقی طرزِ سوچ کے حوالے سے کسی حد تک تھوڑا بہت استحصالی ضرور ہیں،مگر امریکی اور یورپی معاشرے ہرگز استحصالی نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے انسانوں پر بے شمار احسانات ہیں۔بہرحال اب ہم آگے چلتے ہیں

☆ ہندو پاک کے مسلمانوں کو واضح طور پر دو، پھر تین حصوں اور پھر مزید حصوں میں منقسم کرنے کی سازش کا قلع قمع کیا جا سکے گا اور پاک و ہند کے مسلمانوں کو متحد کر کے ایک اردو قوم کی تشکیل کی جا سکے گی

☆ موجودہ پاکستان کو مزید حصوں میں ٹوٹنے سے بچایا جا سکے گا

☆ موجودہ پاکستان کی ریاستی مشینری کا کردار ایک استحصالی عنصر کے طور پر نہیں رہے گا

☆ اقلیتی قوموں کے استحصال کے لیے پاکستان کی ریاستی مشینری مذہب کا جتنا زیادہ غلط استعمال کرے گی، یہ لوگ اسلام سے اتنا ہی زیادہ متنفر ہوتے جائیں گے اور بالآخر غیر اسلامی قوتوں کی مدد سے پاکستان کی ریاستی مشینری سے چھٹکارہ تو خیر حاصل کر ہی لیں گے مگر ان کا مستقبل میں طرزِ عمل بھی مکمل طور پر مذہب مخالف ہو

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جائے گا۔اس لیے اسلامی ریاست کے بجائے مذہبی رہنماؤں کو پاکستان کی ریاستی مشینری کی حمایت کے ساتھ، اسلامی معاشرے کے قیام کی طرف جدوجہد کرنی چاہیے اور غیر منطقیت کے بجائے ہوش مندی سے کام لینا چاہیے

☆ ہندوستان کے ساتھ مزاحمت اور تصادم کو بہت کم کیا جاسکے گا۔اس لیے کہ اردو اور ہندی زبانیں بنیادی طور پر ایک ہی زبانیں ہیں اور ان زبانوں کی بنیاد پر تخلیق پانے والی قومیں کافی ہم آہنگ ہوں گی

☆ مذہب اسلام کو اس سارے ریاستی اور قومیتوں کے معاملے سے نکالا جاسکے گا۔تاکہ ہندوستان کے غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کے خلاف جو نفرت بڑھ رہی ہے اس کو کم کر کے اسلام کو قابل قبول بنایا جاسکے۔ اور اس طرح مستقبل میں ہندوستان میں اسلامی تہذیب کو پنپنے کے مواقع حاصل ہوسکیں گے اور اسلام کے پھیلنے کے امکانات دوبارہ سے امید افزا ہو جائیں گے۔یہ اسلام پر ایک بہت بڑا احسان ہوگا

☆ مستقبل میں پاک و ہند میں دو عظیم قوموں کی تخلیق کو عملی جامع پہنایا جاسکے گا،یعنی اردو اور ہندی قوم۔اور مستقبل بعید میں اردو اور ہندی قوموں کو ضم کر کے اگر ممکن اور مناسب ہوا تو ایک عظیم "ار ہندی "معاشرے یا قوم کی تخلیق کی جاسکتی ہے۔تاکہ ہندو پاک کو جنگ،تصادم اور ٹوٹ پھوٹ سے ہمیشہ کے لیے بچایا جاسکے۔ مزید برآں اردو اور ہندی زبانوں کو ان کے موجودہ متعلقہ رسم الخط کے ساتھ رومن رسم الخط بھی دیا جاسکتا ہے۔ اس طرح اردو اس دنیا کی سب سے بڑی زبان بننے کا اعزاز حاصل کرسکتی ہے۔اس مضمون کے اختتام پر میں ایک بار پھر یہ کہوں گا کہ یاد رہے کہ: **اس دنیا میں ممالک کی حتمی حد بندی قومی بنیادوں پر ہوگی**

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

﴿مصنف﴾

اس تصنیف کے مصنف ندیم احمد کا تعلق بہار کے سید گھرانے سے ہے۔ ان کے آباؤ اجداد نے ۱۹۴۷ میں ہندوستان سے مشرقی پاکستان ہجرت کی اور پھر ۱۹۷۱ میں کراچی، مغربی پاکستان میں سکونت پذیر ہوئے۔ مصنف نے اپنی ابتدائی تعلیم کراچی میں حاصل کی۔ این ای ڈی یونیورسٹی سے انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کر کے اعلیٰ تعلیم کے لیے امریکہ روانہ ہوگئے۔ وہاں سے انجینئرنگ میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی۔ امریکہ میں تقریباً دس سال سکونت پذیر رہے اور بالآخر واپس پاکستان منتقل ہوگئے۔ یہاں وہ اپنے شعبے سے متعلق بزنس کے پیشے سے منسلک ہیں۔ کم عمری سے ہی انھیں انسانی تاریخ اور انسانی برتاؤ کے شعبے سے غیر معمولی لگاؤ رہا ہے۔ انجینئرنگ کی تعلیم نے انھیں زندگی کے معاملات اور انسانی برتاؤ کو منطق اور سائنسی نقطۂ نظر سے دیکھنے کی تربیت دی اور یہی طرزِ سوچ ان کی کتاب میں نمایاں نظر آتا ہے۔ اپنے ۱۷ سال کے انتھک اور مسلسل مطالعے، تجزیے، مشاہدے، تحقیق اور بالآخر پاکستان کی موجودہ حالت اور محبت نے انھیں مجبور کر دیا کہ وہ اس حوالے سے دنیا کو اپنی تحقیق سے آگاہ کریں، اس امید کے ساتھ کہ ہوسکتا ہے کہ اس کتاب کے مطالعے سے پاک و ہند کے معاشروں اور ریاستوں کے عام اور مقتدر لوگ اپنی سوچ میں منطق اور معقولیت لا سکیں اور اس طرح اس عظیم خطے کی قسمت بدل جائے۔ ہوسکتا ہے کہ اس خطے کے رہنے والے اپنی سمت درست کر سکیں اور جس جہالت میں وہ آج مبتلا ہیں اس سے نکل سکیں، ایک قوم کی حیثیت میں متحد ہوں اور ایک پرامن اور تعلیم یافتہ و ترقی یافتہ معاشرے کی تشکیل کر سکیں

اردو کتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اردو دوست لائبریری

اُردو کُتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

یہ کتاب اپنے کسی دوست یا رشتے دار کو
ای میل کیجئے